

سدا بہار مزاحیہ شاعری

انتخاب: ارشد ملک

بھینس رکھنے کا تکلف ہم سے ہو سکتا نہیں
ہم نے سوکھے دودھ کا ڈبا جو ہے رکھا ہوا
گھر میں رکھیں غیر محرم کو ملازم کس
کام کرنے کے لئے ابا جو ہے رکھا ہوا
-----انور مسعود-----

ادھر ناگے پہ نا کا چل رہا
ادھر ڈاکے پہ ڈا کا چل رہا
ادھر منصوبہ بندی کے ہیں چرچے
ادھر کا کے پہ کا کا چل رہا

-----ڈاکٹر انعام الحق جاوید-----

بے فضول سی گل پر اڑ کر تے
ویزے اندر دھپ میں تر کر تے
راتیں ڈاکو پنڈ میں ہونجا پھیر
پہرے والے ڈنڈا پھڑ کے تے
اُس کے گنجے گھونے سر کی یاد میں
رنگے پٹنگ کا پاوا پھڑ کر تے
یگم سے ڈر کر بھاگے تو دو دن تک
بے بے کے کمرے میں وڑ کے تے

-----خالد مسعود خان-----



سدا بہار مزاحیہ شاعری

9. بہن انور مسعود
11. ہنگلی غزل انور مسعود
12. تمہیں یاد ہو کر نہ یاد ہو انور مسعود
14. بجٹ میں لے دیکھے ہیں ہمارے ترے انور مسعود
16. 5. قطعات انور مسعود
17. 6. قطعات انور مسعود
18. 7. قطعات انور مسعود
19. 8. قطعات انور مسعود
20. 9. رب نہ دکھائے انور مسعود
21. 10. ملے ہو گیا ہے مسئلہ جب اقتساب کا انور مسعود
22. 11. ہنگلی غزل عنایت علی خان
23. 12. ابھی زیر غور ہے عنایت علی خان
24. 13. مجبور ہے جوانی تا اطلاع ثانی عنایت علی خان
25. 14. قطعات عنایت علی خان
26. 15. کیسے آئے اُسے کیسا پسند سرفراز شاہد
27. 16. در آئی ہیں حس دن سے خواتین ادب میں سرفراز شاہد
28. 17. جب سے عینک لگی نظر والی سرفراز شاہد
29. 18. انکیشن کے امیدوار کی دعا سرفراز شاہد
30. 19. زمانے میں وہی مقبول ویڈیو میٹ ہوتا ہے سرفراز شاہد
31. 20. ہا خاتم انعام الحق جاوید
33. 21. دیکھتے ہیں انعام الحق جاوید
34. 22. قطعات انعام الحق جاوید
36. 23. قطعات انعام الحق جاوید
37. 24. قطعات انعام الحق جاوید
38. 25. عرض کیا ہے انعام الحق جاوید
39. 26. دفتری کارکردگی انعام الحق جاوید
40. 27. دل مرحوم کو بھولی کہانی یاد آتی ہے محمد طہ خان
42. 28. غالب اور غالبین محمد طہ خان
44. 29. لڑی اس شٹ سے منکوحہ کافر بیاں میری محمد طہ خان
45. 30. ایک صاحب اڑتی چڑیا کے گنا کرتے تھے محمد طہ خان

31. شوہر کا ایمان خدا ہی جانتا ہے
32. عجب سرد شراب طہور میں اٹکا
33. تمہارے پیچھا وہ کچے والے.....
34. آخر وہ پہرے سب سے چھپ کر....
35. قطعات
36. کئی دُشمن وہ پکائی ہیں اپنی ماں کے لیے
37. یہ سیکرٹ بھی مجھے راز داں سے ملتا ہے
38. کوئی بیگم کی ہو پیدا رقیہ
39. وہ تھا پڑا ہی، مگر دیکھا تو آنسر سا لگا
40. کہا تھو نے میں کمزور ہوں یا درہنہ ہوں
42. بڑا تال
43. قطعات
44. ورلڈ کپ کے بعد
45. قطعات
46. چند ساعت چاہے کوئی آن ہو نا چاہے
47. بیوی کے حضور
48. قطعات
49. مولویوں کا شعل تکفیر
50. ضرب جب دے دیا لمبا کی میں چوڑائی کا
51. حلیہ آئینہ رو بھی صورت حجام لیتے ہیں
52. رانگ نمبر
53. میوزک ڈائریکٹر
54. قطعات
55. قطعات
56. من کہ فسر
57. قطعات
58. شادی سے پہلے اور شادی کے بعد
59. قطعات
60. بغیر سوچے بغیر سمجھے
61. گدھوں کی مدح میں
62. ستاسی، اٹھاسی
63. اک ٹوٹ بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ
47. اطہر شاہ خان جیدی
48. اطہر شاہ خان جیدی
49. خالد مسعود خان
50. خالد مسعود خان
51. خالد مسعود خان
52. نسیم سحر
53. نسیم سحر
54. نسیم سحر
55. بیدل جونیوری
56. حکیم غلام نبی
57. خالد عرفان
58. خالد عرفان
59. خاور نقوی
60. خاور نقوی
61. خاور نقوی
62. رومی کجای
63. رئیس امرودی
64. شبلی نعمانی
65. ظریف خلیپوری
66. ظریف لکھنوی
67. علامہ سیاکٹ مار
69. قتیل شفائی
70. قتیل شفائی
71. قتیل شفائی
72. مجید انصاری
74. محبوب غازی
75. محمود سرحدی
76. محمود سرحدی
77. مشکور حسین یاد
78. مشکور حسین یاد
79. شاہد ناز
81. مرزا عاصی اختر

64. کام کسی کا ہوتا ہے
65. میرے نکلیں پر لکھے ہوئے اشعار
66. چار بجے
67. ایک چلم
68. حسن کی دیوی
69. ہیکر
70. تیند پر نہ مار شیخوں یا راجہ رات کو
71. تیرے لبوں پہ کپش کی چرچل کی بات ہے
72. نہ پوچھ کیسا محبت میں میرا قیامت ہوا
73. میں روز کہتا ہوں حال پوچھوں گا آج ان کا
74. بابو کو جب مال نہ دے
75. مجھ کو مت داخل کر اے یا رجنزل وارڈ میں
76. بے ہنر لوگوں میں اظہار ہنرمہنگا پڑا
77. گھر میں دل لگتا نہیں جب گھر میں گھر والی نہ ہو
78. قطعات
79. قطعات
80. میں شکار ہوں کسی اور کا مجھے مارنا کوئی اور ہے
81. میری نظروں میں کوئی چٹا نہ تھا
82. بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے
83. قطعات
84. نمکین اشعار
85. مشکل کا حل
86. بس مجھے انگلیتہ میں جو لوگ گھر جائیں گے کیا؟
87. قطعات
88. ڈاکٹر صاحب
89. قطعات
90. شیخ کو یا ابھن ہے زیادہ
91. میری بیوی قبر میں لیٹی ہے جس ہنگام سے
92. کھڑے تھے ایک پر خوردار گل نزدیک ریگیں کے
93. دین آدھا رہ گیا، ایمان آدھا رہ گیا
94. دل اُسے دیکھ کے حیران بھی ہو سکتا ہے
95. کہیں تم چپک چھوڑا سا لکھا تبدیل کر لیتے
82. شہاب ظفر
83. راجہ مہدی علی خان
84. راجہ مہدی علی خان
85. راجہ مہدی علی خان
87. نوید ظفر کیانی
90. نوید ظفر کیانی
92. نوید ظفر کیانی
94. نوید ظفر کیانی
95. نوید ظفر کیانی
96. نوید ظفر کیانی
98. نوید ظفر کیانی
99. نیاز سواتی
100. نیاز سواتی
101. نیاز سواتی
102. نیاز سواتی
104. مجذوب چشمی
107. ضیاء الحق قاسمی
108. ضیاء الحق قاسمی
109. ضیاء الحق قاسمی
111. ضیاء الحق قاسمی
112. ضیاء الحق قاسمی
113. بلبل کا شیریں
114. بلبل کا شیریں
115. عطاء الحق کاظمی
116. قدائی
118. راجب مراد آبادی
119. سید خمیر جعفری
120. سید خمیر جعفری
121. دلاور فگار
122. دلاور فگار
123. عزیز امجد
125. خادری

○
بنین

بنین لین چاندے او
بنین لے کے آندے او
پاندے او تے پیندی نہیں
پے جائے تے لہندی نہیں
لہہ جائے تے دوجی واری پان جوگی رہندی نہیں
بنین میں دیاں گا
پاؤ گے تے پے جائے
لاہو گے تے لہہ جائے
لہہ جائے تے دوجی واری پان جوگی رہ جائے
بنین میری ودھیا

96. شاعری سب کو مری بھالی بہت
97. درگا
98. اجڑے سے سرکار دکھائی دیتے ہیں
99. تمہارے جمیروں پر، ساراڑھیوں پر اور غراؤں پر
100. ظفر کے مقابل کھڑا تھا جو گا
101. ڈرائی کلین
102. راحت ان اردو
103. دل تنگ ہے دلدار کراہی کے مکاں میں
104. کچھ عرض کر دیا ہے کچھ عرض پھر کر دوں گا
105. اس کی دلیر پد جب بھی کوئی مہمان چڑھا
106. مرے ایمان پر گہری نظر ہے
107. نہ خوف برق نہ خوف شرر لگے ہیں مجھے
108. جبکہ تخریب سے انجان ہوا کرتے تھے
109. جب ندائے چیرہ گنہار ہو جائیں گے ہم
110. ایک شاعر نے غزل بھیجی کسی اخبار میں
111. ہے حصولِ زر کی خاطر مارا ماری آج کل
112. پہلے پہلے عشق کا یہ تجربہ مہنگا پڑا
113. حبیب میں رکھ لی
114. نو پرانہ
115. قطعہ
116. کہتے چالاک ہیں داماد بنانے والے
117. کالا تل سواری آنکھیں
118. بڑھی جارہی ہے گرانی بزرگو
119. پھر بھی اس نے کھڑکی سے متکدہ ہوتا ہے
120. اس کا لہای پہلو ان تھا اچھا خاصا
121. می قسم
122. شامیانہ چاہئے
123. بلو کے گھر جانا ہے
124. شاعری کے وار سے ہشیار ہونا چاہیے
125. مٹا نہیں سگی میں کوئی "کاک" ان دنوں
126. لکھا رہیہ رسالوں نے یہ اک دن سالہا بہن کو
127. باقی صوبہ شیریت ہے
126. خاوری
127. ہری چند اختر
128. کلیل عادل
129. ارشد میر
130. استاد امام دین گجراتی
131. اطہر راز
132. انکارا جمل شاہین
133. کلیل عادل
135. امیر الاسلام ہاشمی
136. انور بریلوی
137. اقبال شانہ
138. بازغ بہاری
139. باقر و سیم قاضی
140. باقر و سیم قاضی
142. پاپو میر نیچی
143. شمسہ نعیم
145. شمسہ نعیم
146. جوہر سوانی
147. حکیم راغب مراد آبادی
148. حکیم غلام نبی حکیم
149. خان غازی پوری
150. نذیر جالندھری
151. ڈاکٹر اسامہ منیر
152. ڈاکٹر اسامہ منیر
153. ڈاکٹر اسامہ منیر
154. رشید عبد الباقی جلیل
155. شامینہ خان
156. عبداللہ یزدانی
157. ظفر اقبال
158. عبدالحکیم صاحب
159. چراغ حسن حسرت
160. ممتاز راشد

بنین میری ٹاپ دی

وڈیاں ٹوں پوری آوے نکلیاں دے ناپ دی

چیز ہوئے اصلی تے مونہوں پئی بولدی

دُھپ نالوں گوری لگے رستی اُتے ڈولدی

چتے ورے چاہتسی ایس ٹوں ہنڈا لٹو

فیر بھانویں بچیاں دا جانگیا بنا لٹو

انور مسعود

ک ک کیا گلہ ز ز زندگی جو صعوبتوں کا سفر ہوئی
غ غ غم نہیں تہہ آساں ج ج جس طرح بھی بسر ہوئی

د د درد ناک غضب کی تھی ، د د داستانِ الم مری
ک ک کوئی بھی تو نہ تھا وہاں ج ج جس کی آنکھ نہ تر ہوئی

چ چ چپکے چلا کیا چ چ چشمِ ناز سے سلسلہ
نہ کسی کو بھی کسی بات کی ک ک کانوں کان خبر ہوئی

ر ر روشنی بھی ذرا ذرا ت ت تیرگی بھی ذرا ذرا
ک ک کچھ بھی مجھ کو خبر نہیں ش ش شام ہے کہ سحر ہوئی

ہے نمودِ فصلِ بہار کی ج ج جا بجا م م مختلف
ل ل لال چہرہ گل ہوا س س سبز شاخِ شجر ہوئی

غ غ غیر کو بھی وہی ملا ، جو ترا نصیب تھا انورا
ی ی یار کی نظرِ کرم نہ ادھر ہوئی نہ ادھر ہوئی

انور مسعود

تم بھول گئے شاید
 وہ جو دودھ شہد کی کھیر تھی
 وہ جو نرم مثل حریر تھی
 وہ جو آلے کا اچار تھا
 وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا
 تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو ہرن کے سچ کباب تھے
 وہ جو آپ اپنا جواب تھے
 وہ جو کوئے کا انار تھا
 وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا
 تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو سب زینت باغ تھے
 وہ جو شاخ شاخ چراغ تھے
 وہ جو آلوؤں کو بخار تھا
 وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا
 تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ رقیب کے جو بغیر تھی
 وہ جو چاند رات کی سیر تھی
 وہ جو عہد فصل بہار تھا
 وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا
 مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا
 تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 انور مسعود

کئی اصطلاحوں میں گوندھے ہوئے
کنائے ترے استعارے ترے

تُو اربوں کی کھربوں کی باتیں کرے
عدد کون اتنے شمارے ترے

تجھے کچھ غریبوں کی پروا نہیں
وڈیرے ہیں پیارے دُلا رے ترے

ادھر سے لیا کچھ ادھر سے لیا
یونہی چل رہے ہیں ادارے ترے
انور مسعود



بجٹ میں نے دیکھے ہیں سارے ترے
انوکھے انوکھے خسارے ترے

الے تلے اُدھارے ترے
بھلا کون قرضے اُتارے ترے

گرانی کی سوغات حاصل مرا
محاصل ترے گوشوارے ترے

مشیروں کا جھگھٹ سلامت رہے
بہت کام جس نے سنوارے ترے

مری سادہ لوحی سمجھتی نہیں
حسابی کتابی اشارے ترے



رابطہ

کتاب سے ہے عزیزوں کا رابطہ قائم
وہ اس سے اب بھی بہت فائدہ اٹھاتے ہیں
کبھی کلاس میں آتے تھے ساتھ لے کے اسے
اب امتحان کے کمرے میں لے کے جاتے ہیں

یادش بخیر

گزر رہا ہوں اس گلی سے تو پھر یاد آ گیا
اس کا وہ التفات عجب التفات تھا
رنگین ہو گیا تھا بہت ہی معاملہ
پھینکا جو اس نے پھول تو گملا بھی ساتھ تھا

وکیل

قبضہ دلا دیا مجھے میرے مکان کا
میرے جو ہیں وکیل عدیم النظر ہیں
فیس ان کی پوچھتے ہو تو اب اس مکان میں
خود حضرت وکیل رہائش پذیر ہیں
انور مسعود



تازہ خبر

جائیں گے قافلے بھی بہر طور اسی طرف
اور ان کے ساتھ ساتھ لٹیرے بھی جائیں گے
انور خدا کرے کہ یہ سچی نہ ہو خبر
اکیسویں صدی میں وڈیرے بھی جائیں گے

فاعتبر وایا اولی الابصار

کس طرح کا احساس زیاں ہے جو ہوا گم
کس طرح کا احساس زیاں ہے جو بچا ہے
ملک آدھا گیا ہاتھ سے اور چپ سی لگی ہے
اک لونگ گواچا ہے تو کیا شور مچا ہے

احتیاط

لوگ تو رہتے ہیں ہر لمحہ ٹوہ میں ایسی باتوں کی
پیار محبت کے ہیں دشمن دل کے ایسے کالے ہیں
دیکھئے کچھ محتاط ہی رہئے اس جاسوس زمانے میں
میں بھی بچوں والی ہوں اور آپ بھی بچوں والے ہیں
انور مسعود

○ امریکی منطق

کس میں جرأت ہے کہ پوچھے ہم سے حملے کا جواز
بس مفاد اپنا ہمیں منظور ہے اس کھیل میں
کتنے پانی میں ہے کوئی یہ نہیں ہم دیکھتے
دیکھتے ہیں صرف یہ ، ہے کون کتنے تیل میں

الیکشن ۲۰۰۲ء

ٹھیک ہے جیسا الیکشن ہو گیا ہے ، ٹھیک ہے
ہاں مگر تشویش لاحق ہے ذرا اس باب میں
مجھ کو لگتا ہے یہ خاصا غیر فطری فاصلہ
مولوی سرحد میں ہیں لوٹے مگر پنجاب میں

چالان

آپ بے جرم یقیناً ہیں مگر یہ فدوی
آج اس کام پہ معمور بھی مجبور بھی ہے
عید کا روز ہے کچھ آپ کو دینا ہوگا
رسم دُنیا بھی ہے ، موقع بھی ہے ، دستور بھی ہے
انور مسعود

○ لاثانی زبانی

اپنی زوجہ کے تعارف میں کہا اک شخص نے
دل سے ان کا معترف ہوں میں زبانی ہی نہیں
چائے بھی اچھی بناتی ہے میری بیگم مگر
منہ بنانے میں تو ان کا کوئی بھی ثانی نہیں

میزبان

اک ٹریفک انسپکٹر اس طرح گویا ہوا
کثرتِ خوراک سے کچھ اور برکت ہو گئی
توند میری ہو گئی ہے میز کی صورت دراز
اور بھی چالان لکھنے کی سہولت ہو گئی

پدر تمام کند

بھینس رکھنے کا تکلف ہم سے ہو سکتا نہیں
ہم نے سوکھے دودھ کا ڈبا جو ہے رکھا ہوا
گھر میں رکھیں غیر محرم کو ملازم کس لیے
کام کرنے کے لیے ابا جو ہے رکھا ہوا
انور مسعود

○
رب نہ دکھائے

توبہ توبہ
نگاہ پنڈا
نگاہ سینہ
بڑا کمینہ
ڈش انشینا

انور مسعود

○
طے ہو گیا ہے مسئلہ جب انتساب کا
اب یہ بھی کوئی کام ہے لکھنا کتاب کا

کھایا ہے سیر ہو کے خیالی پلاؤ آج
پانی پھر اس کے بعد پیا ہے سراب کا

دیکھی ہے ایک فلم پرانی تو یوں لگا
جیسے کہ کوئی کام کیا ہے ثواب کا

شوگر نہ ہو کسی بھی مسلمان کو اے خدا
مشکل سا اک سوال ہے یہ بھی حساب کا

انور مری نظر کو یہ کس کی نظر لگی
گو بھی کا پھول مجھ کو لگے ہے گلاب کا

انور مسعود

ہکلی غزل

ب ب بزم میں ر ر رات بھر، غ غ غزل سناتے تے تے رہیں
گھ گھ گھر میں سب بھو بھو بھوک سے ب ب بلبلا تے تے رہیں

ح ح حضرت شے شے شیخ کو ہو ہوا ہے کیا دو دو دوستو
ہا ہا ہر جگہ خوا خوا خواخواہ، ٹا ٹا ٹانگ اڑاتے تے تے رہیں

دو دو دوستو ب بڑے ہی یہ حو حو حوصلے کی بات ہے
غ غ غم اٹھاتے تے تے رہیں مومو مسکراتے تے تے رہیں

ما مجھے گرین کا کارڈ کی للا لڑکیاں ما مل گئیں
تے تے قیس اور کو کو یکن خ خ خاک اڑاتے تے تے رہیں

ہا ہا ہا کھل یہ میری غزل ن ن نطق کا ج ج جال ہے
قا قا قافیہ را ردیف جس میں پھ پھڑ پھڑاتے تے تے رہیں
عنایت علی خان



بہبودی عوام ابھی زیر غور ہے
یعنی ہر ایک کام ابھی زیر غور ہے
بلقیس کے خصم کو ترقی بھی مل گئی
میرے میاں کا نام ابھی زیر غور ہے
نوسال قبل ہم نے کیا تھا انہیں سلام
”وعلیکم السلام“ ابھی زیر غور ہے
چھ ماہ سے مریض کی حالت تباہ ہے
نزلہ ہے یا زکام ابھی زیر غور ہے
میں نے کہا کہ داؤد خن دیجئے حضور
بولے ترا کلام ابھی زیر غور ہے
”پی اے“ بنا لیا ہے ”پیا“ سے غریب کو
اس سے بھی نیچ کام ابھی زیر غور ہے
کہنے لگے عنایت عجلت پسند سے
بھیا تمہارا کام ابھی زیر غور ہے
عنایت علی خان



برگر

کیا بھلے لوگ تھے وہ اگلے زمانے کے فقیر
مل گیا آتا تو خوش ہو کے بغل میں دابا
اب یہ عالم ہے مجھے ایک بھکارن نے کہا
دس روپے دے نہ دے برگر ہی کھلا دے بابا

قلمیں

یونہی نسل نو سے کچھ مایوس ہیں اہل قلم
جبکہ میرا مشورہ اک نوجواں کو بھا گیا
یہ کہا میں نے قلم پر بھی توجہ دیجئے
اگلے ہفتے نوجواں قلمیں بڑھا کر آ گیا

عنایت علی خان



مجبور ہے جوانی تا اطلاع ثانی
تشنہ ہے ہر کہانی تا اطلاع ثانی
واں جاؤں بھی تو اس سے باتیں نہ ہو سکیں گی
بیٹھی ہے اس کی نانی تا اطلاع ثانی
پہلے تھی ”بیبیوں“ پر فی الحال ہے ”میاں“ پر
بابا کی مہربانی تا اطلاع ثانی
ڈیڑی کو لے کے لیلیٰ خود اس کے گھر گئی تھی
مجنوں کی ماں نہ مانی تا اطلاع ثانی
اب تمیں سے نکل کر نوے کو چھو رہی ہے
دو دن کی زندگانی تا اطلاع ثانی
تھر پار کر سے میرے اک دوست نے لکھا ہے
زندہ ہوں یار جانی تا اطلاع ثانی
فرہاد نے کہا یہ شریر سے میرے دل پر
ہے تیری حکمرانی تا اطلاع ثانی
عنایت علی خان



در آئی ہیں جس دن سے خواتین ادب میں
حالات بہت ہو گئے سنگین ادب میں

گھر اس نے سنبھالا تو سخن اس نے سنبھالا
”نورا“ جو کچن میں ہے تو ”نورین“ ادب میں

چھ سات خواتین ہوں کنبے میں تو سمجھو
دو چار سیاست میں ہیں دو تین ادب میں

لکھ لکھ کے مضامین مرغین و چرب
بیگم نے ملا دی ہیں پروٹین ادب میں

ناول ہو ، نسانہ ہو ، غزل ہو کہ مقالہ
یہ تم کو نظر آئیں گی غمگین ادب میں

سرفراز شاہد



کیسے آئے اُسے کپاس پسند
ہو جسے ریشمی لباس پسند
کوئی ایسی بہو نہیں دیکھی
جس کو آئی ہو اپنی ساس پسند
جو لگاتا نہیں اسے مکھن
اس کو کرتا نہیں ہے باس پسند
بورنگی ہیں وہ کتب جن کے
ہم کو آئے تھے اقتباس پسند
وصل کا چانس ففٹی ففٹی ہے
یار اب کے ملا ہے ٹاس پسند
عمر بھر ہم رہے شکر خورے
عمر بھر وہ رہے کھٹاس پسند
کھو گئی ہے کہیں گرانی میں
تھی ہمیں جو مڈل کلاس پسند
میں تبسم فروش ہوں شاہد
لوگ مجھ کو نہیں اُداس پسند
سرفراز شاہد

○
جب سے عینک لگی نظر والی
زہر لگنے لگی ہے گھر والی

دردِ دل کے لیے مسیحا نے
گولیاں دی ہیں دردِ سر والی

جس کے چکر میں ہیں پسر میرا
وہ پڑوسن ہے خود پسر والی

پھر کسی بُت سے لڑ گئیں نظریں
پھر خطا ہو گئی بشر والی
سرفراز شاہد

الیکشن کے امیدوار کی دعا

”لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری“
جیت ہو اب کے الیکشن میں خدایا میری
میرا نعرہ ہو غریبوں کی حمایت کرنا
”خادمِ قوم“ ہوں میں، مجھ پہ عنایت کرنا
ہو مرے دم سے سیاست کے چمن کی زینت
سوٹ و نکٹائی سے ہو جیسے بدن کی زینت
میرے جلسے بڑے بھرپور کرائے جائیں
لوگ جلسوں میں کرائے پہ بلائے جائیں
اے خدا میں کروں تقریر میں جتنے وعدے
اور لیڈر کوئی کر پائے نہ اتنے وعدے
ووٹروں پر جو کروں خرچ میں رقمیں بھاری
ووٹ دینے چلی آئے مجھے پبلک ساری
میرے اللہ الیکشن میں جتنا مجھ کو
پھر کسی اچھی سی کرسی پہ بٹھانا مجھ کو
پہلے پولنگ میں جتا کر مجھے ممبر کر دے
پھر کرم کر، مجھے ممبر سے منسٹر کر دے
سرفراز شاہد

ہما خانم

ہما خانم کھلے دل کی کھری انسان ہے یارو
بہت پتلی سہی لیکن بہت گنجان ہے یارو

دلوں کی سلطنت کی آخری سلطان ہے یارو
کہ پورا مرد بلکہ مرد کیا مردان ہے یارو

محلے بھر کے لڑکے اس کو خالہ جان کہتے ہیں
مگر ہیں چٹ سرے جتنے وہ خالی جان کہتے ہیں

اتک سے پار والے صرف یو قربان کہتے ہیں
ہما خانم نہیں کہتے ہیں خانم خان کہتے ہیں

کہ میڈیم خود بھی پوری گل محمد خان ہے یارو
ہما خانم کھلے دل کی کھری انسان ہے یارو

زمانے میں وہی مقبول ”ڈپلومیٹ“ ہوتا ہے
جو منہ سے ”ڈس“ کہے تو اس کا مطلب ”دیٹ“ ہوتا ہے

عوام الناس کو ایسے دبوچا ہے گرانی نے
کہ جیسے کیٹ کے نیچے میں کوئی ریٹ ہوتا ہے

فراغت ہی نہیں ملتی بڑے صاحب کو میٹنگ سے
وہ میٹنگ جس کا ایجنڈا فقط ”چٹ چٹ“ ہوتا ہے

کرکٹر جلد بازی میں لگاتا ہے اگر چھکا
زمین پر گیند ہوتی ہے فضا میں بیٹ ہوتا ہے

ہمیں تو سادگی کا درس دیتا ہے وہی جس کے
بدن پر بیش قیمت سوٹ سر پر ”ہیٹ“ ہوتا ہے

یہی دیکھا ہے شاہد تیسری دُنیا کے ملکوں میں
پجاری قوم پتلی اور لیڈر ”قیٹ“ ہوتا ہے

سرفراز شاہد

وہ شب سونے سے پہلے روزاک اخبار پڑھتی ہے
نوائے وقت میں سے ”روزانہ دیوار“ پڑھتی ہے

دیکھتے ہیں

جو پنڈی والے ہیں رستے میں کھل کے دیکھتے ہیں
لاہوریوں کا شہ پوچھو دہل کے دیکھتے ہیں

پشاور سے دیکھیں تو رل کے دیکھتے ہیں
کراچی والے کئی فٹ اچھل کے دیکھتے ہیں

بزرگ وار جو دیکھیں تو کوئی بات نہیں
ستم تو یہ ہے کہ منڈے بھی کل کے دیکھتے ہیں

تمہارے کہنے پہ بزنس بدل کے دیکھتے ہیں
چلو پھر آج پکوڑے ہی تل کے دیکھتے ہیں

اگر یہ سچ ہے کہ ہاتھوں کی میل ہے دولت
تو آؤ میل بھرے ہاتھ مل کے دیکھتے ہیں
ڈاکٹر انعام الحق جاوید

اگر ”خبریں“ میسر ہو تو استغفار پڑھتی ہے
اگر چہ ”جنگ“ بھی اتوار کے اتوار پڑھتی ہے

پر اس کا فیورٹ اخبار ”پاکستان“ یارو
ہما خانم کھلے دل کی کھری انسان ہے یارو

یہ کھا جاتی ہے قرضے کی رقم پورے دھڑلے سے
نہیں آتی ہے قابو پھر کسی کئے دو کئے سے

جو بولو تو بنا دیتی ہے اسکیٹل بھی پلے سے
صحافی اس کے پاس آتے کچھ چوتھے محلے سے

کہ اس کی گفتگو خبروں کا اک طوفان ہے یارو
ہما خانم کھلے دل کی کھری انسان ہے یارو
انعام الحق جاوید

چمن G

”داء“ لگنا ایس The نہیں لگناں
 ٹڈ بن مھاڑا جی نہیں لگناں
 توں مھاڑے کول ہوویں تے فر
 سردیاں وچ سی نہیں لگناں

”پراں HUT“

کم کار لئی صاف جوابا ایس تُوں
 افراتفری تے شور شرابا ایس تُوں
 بڑا کھنگ تے کھرک دا چھابہ ایس تُوں
 خورے کپڑے دربار دا بابا ایس تُوں

تھانیدار دی تڑوی

تانہہ ہون لگدائے تے تھانہہ ہو جاندا اے
 شوں کرن لگدائے تے شاں ہو جاندا اے
 تھانے وچ بیٹھا ایس تے گل ذرا سوچ کے
 چنگا بھلا شیر اتھے گاں ہو جاندا اے
 ڈاکٹر انعام الحق جاوید

بے زلف ہم زلف

ایک گنجا دوسرے گنچے سے فرمانے لگا
 بھائی! اپنے ساتھ قدرت نے کڑی اچھی نہیں
 ہیں تو ہم بے زلف رشتے میں مگر ہم زلف ہیں
 اس قدر اک دوسرے کی ہمسری اچھی نہیں

فردوس

چوتھی شادی کی اجازت نہیں ملنے والی
 اب کوئی اور ”مسرت“ نہیں ملنے والی
 جتنی آسانی سے حاصل ہوئی ”فردوس“ تجھے
 اتنی آسانی سے ”جنت“ نہیں ملنے والی
 ڈاکٹر انعام الحق جاوید

انگریزی دی طاقت

گٹ گٹ کردائے گٹ گٹ کردائے
انگریزی وچ گٹ گٹ کردائے
ہی، شی کردائے اٹ شٹ کردائے
ہر تھاں پاوا فٹ کردائے

فوراً منسٹر

میں رونا واں نیت نوں
تے توں جمہوریت نوں
کرنا پئے گا صاف اچے
تھوڑا ہور طبیعت نوں

پڑھا کو

کنہوں علم سی شیدا چاقو نکلے گا
آخر اک دن بن کے ڈاکو نکلے گا
میں تے ایس نوں کالج دے وچ گھلیا سی
میرا پُت وی خورے پڑھا کو نکلے گا
ڈاکٹر انعام الحق جاوید

انگل سام

جیہدے پچھے بُش نہیں ہوندا
اوہدے کولوں کش نہیں ہوندا
قوم نوں داء تے لاتا پیندائے
ایویں انگل خوش نہیں ہوندا

پُرانی کار

ماراں سیلف تے اُگوں کھنگ دی رہندی اے
دیواں ریس تے ٹرنوں سنگ دی رہندی اے
گڈی دی ہُن میری بڈھی بن گئی اے
نت دیھاڑی پیسے منگ دی رہندی اے

خواب

پٹولے توں پٹاکا بن گئی اے
مرے خواباں دا خاکہ بن گئی اے
مگر افسوس میرے واسطے ہُن
اوہ ممنوعہ علاقہ بن گئی اے
ڈاکٹر انعام الحق جاوید

○ دفتری کارکردگی

گپیاں شیاں لا کے تے
 دو چاہواں منگوا کے تے
 پندراں فون گھما کے تے
 دفتر دے وچ آ کے تے
 میں تے سگریٹ پیتا اے
 دس خاں ٹوں کی کیتا اے
 ڈاکٹر انعام الحق جاوید

○ عرض کیتا اے

اوندائے جس دم مال اچانک
 بندائے سرفٹ بال اچانک

لوکی آکھن لگ پیندے نیں
 بالے ٹوں اقبال اچانک

پیسہ رنگ بدل دیندا اے
 پیلا ہوندائے لال اچانک

مندرہ ٹپ دیاں سارای چناں
 آ جاندائے چکوال اچانک

کہہ کے بھانویں ککڑ دا اوہ
 لے آوندائے ”ڈ“ اچانک
 ڈاکٹر انعام الحق جاوید

ہمارا چھپ کے وہ پینا پلاتا اور پھر پٹنا
وہ لسی یاد آتی ہے مدھانی یاد آتی ہے

خدا بخشے تمہیں بھی اب بڑے آرام سے ہوں میں
جو ضائع ہو گئی وہ زندگانی یاد آتی ہے

زمانہ ہو گیا گزرے ہوئے بھی اس زمانے کو
مگر اب تک جوانی انجہانی یاد آتی ہے
محمد طہ خان



دل مرحوم کو بھولی کہانی یاد آتی ہے
خدا بخشے جوانی کو جوانی یاد آتی ہے

غلط کہتی ہے دنیا وقت سب زخموں کا مرہم ہے
حماقت جس قدر بھی ہو پرانی یاد آتی ہے

تمہارے قاصدِ معصوم کا وہ جوتیاں کھانا
تمہارا زور اس کی سخت جانی یاد آتی ہے

خدا بخشے اسے بھی چار آنکھیں دو زبانیں تھیں
تمہارے گھر کی بوڑھی نوکرانی یاد آتی ہے

گلی میں پھینک کر ڈبہ وہ منگنی کی مٹھائی کا
تمہاری والدہ کی خوش بیانی یاد آتی ہے

آگے آتی تھی بن بلائے ہوئے
 اب کسی بات پر نہیں آتی
 غالبین نے کہا خدا کی مار
 بات بھی تم کو کر نہیں آتی
 مرثیہ اب لکھو جوانی کا
 یہ تو بارِ دگر نہیں آتی
 آپ کے عمر کے سخن و ر کی
 کوئی امید بر نہیں آتی
 اس بڑھاپے میں عشق اُف اللہ
 ”شرم تم کو مگر نہیں آتی“
 محمد طہ خان

غالب اور غالبین

یوں کہا غالبین نے غالب سے
 وہ نظر کیوں نظر نہیں آتی
 سکڑے سکڑائے ایسے بیٹھے ہو
 جیسے کچھ بات کر نہیں آتی
 تم کہاں ہو کہ آج کل تم کو
 کچھ تمہاری خبر نہیں آتی
 بولے غالب کہ مت کرو بکواس
 تم سے بولے بشر نہیں آتی
 ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں
 ورنہ کیا بات کر نہیں آتی
 بیویوں کو سبھی کچھ آتا ہے
 عادتِ در گزر نہیں آتی
 سوچتا ہوں کہ وہ متاعِ ہنر
 کیوں کبھی میرے گھر نہیں آتی



ایک صاحب اڑتی چڑیا کے گنا کرتے تھے پر
خط کا مضمون بھانپ لیتے تھے لفافہ دیکھ کر
ان کو قلمی دوستی کرنے کا چسکا پڑ گیا
ہوتے ہوتے اک بڑی بی سے مقدر لڑ گیا
نامہء محبوب کی تحریر تھی سہمی ہوئی
ان کو اندازِ نگارش سے غلط فہمی ہوئی
دوسرے مکتوب میں دے ڈالا شادی کا پیام
”عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام“
کر کے شادی گھر میں لے آئے اُسے ذلت مآب
اور بڑے ارمان سے الٹا جو چہرے کا نقاب
ہائے کہہ کر لڑکھڑائے، وائے کہہ کر گر پڑے
پیٹ کر چھاتی نئی بیگم سے یوں کہنے لگے
عازمِ ملک عدم تجھ کو جواں سمجھا تھا میں
”تیری جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں“



لڑی اس ٹھاٹ سے متکوحہء کافر بیاں میری
فرشتے لکھتے لکھتے چھوڑ بھاگے داستاں میری

محلے بھر کی دیواروں پہ سر ہی سر نظر آئے
مرے بچوں نے جس دم لوٹ لی طرزِ نغاں میری

عجب کچھ لطف رکھتا ہے جو کہتے ہیں میاں بیوی
کہ شادی ہوگئی لیکن کہاں تیری کہاں میری

مسلمان ہوں مگر یہ سوچ کر مرنے سے ڈرتا ہوں
نہ جانے کس کے گھر جائے بلائے ناگہاں میری

وہی ہے اختلاف باہمی کی انجمن اب تو
فقط شادی کے دن اس نے ملائی ہاں میں ہاں میری

بہت شائستہء اندازِ گفتن ہے زباں اس کی
”نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری“

محمد طہ خان

ہائے قسمت جنوری مانگی تو جولائی ملی
 حال کا طالب ہوا ماضی تمنائی ملی
 مجھ کو نانی جان مرحومہ کی یاد آ جائے ہے
 میں تجھے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے
 جان عزرائیل اب نخروں کا تیرے غم کروں
 یا میں تجھ پر سورۃ یسین پڑھ کر دم کروں
 گھل کے بولی وہ محبت کی پٹاری ہائے ہائے
 ”ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے ہائے“
 کیسی کیسی دخترانِ مادرِ ایام ہیں
 قبر میں ہیں پاؤں لٹکائے ، نگر گلغام ہیں
 کیا ہوا مجھ پر ہے گرائیں سو چودہ کی چھاپ
 ”تُو اسے پیانہء امروز و فردا سے نہ ناپ“

محمد طہ خان



شوہر کا ایمان خدا ہی جانتا ہے
 دل کے سب ارمان خدا ہی جانتا ہے

بیگم کو تصویر ملی ہے تیکے میں
 جینے کا امکان خدا ہی جانتا ہے

ہجر میں پیتہ مارا پتھری ٹوٹ گئی
 کب ہوگا بربقان خدا ہی جانتا ہے

جس کو دیکھو کزن اسے وہ کہتی ہے
 بھائی ہے یا جان خدا ہی جانتا ہے

ساس کسی کی اغواء ہو تو ہو جائے
 کون بھرے تاوان خدا ہی جانتا ہے

بیٹا کہہ بیٹھی محبوبہ کی اماں
 اب اس کا نقصان خدا ہی جانتا ہے
 اطہر شاہ خان جیدی

عجب سرور شراب طہور میں اٹکا
اچھل کے شیخ جو آغوش حور میں اٹکا

اسے بتاؤ کہ مرغی بھی کھائی جاتی ہے
کہ میزبان ہے دال مسور میں اٹکا

”مصالحہ“ میں رہا ہوں شب وصال کے بعد
سب عشق و شوق گھریلو امور میں اٹکا

نشے میں تھانے کو وہ میکدہ سمجھ بیٹھا
جو آسمان سے گرا تھا کھجور میں اٹکا

مرے رقیب کا وہ حال ہو جہنم میں
کہ جیسے نان کوئی ہو تنور میں اٹکا

بہن بنا لیا جیدی نے اک پڑوسن کو
کچھ اس طرح سے وہ ڈہنی فتور میں اٹکا
اظہر شاہ خان جیدی

تمہارے پچھا وہ گنجے والے جو لے گئے تھے ادھار کنگھی
مہینہ ہونے کو آ گیا ہے نہ اس نے دتی نہ ہم نے منگی

وہ دایڈا نے جو بلب موٹا لگا دیا ہے تمہارے در پر
تو اس کے چائن میں تجھ سے ملنے میں آرہی ہے شدید تنگی

یہ المیہ ہے کہ اس کو ملنے میں جب کبھی لک لکا کے پہنچا
تو اس کی دادی دے کی ماری ہمیشہ ہی اوس وقت کھنگلی

تو اپنی ساری نصیحتوں کو سنبھال کر رکھ لے پاس اپنے
تو ماما لگتا ہے ایس گل کا وہ ہم کو بھیڑی لگے کہ چنگلی

ہماری قسمت ہے دو ٹکے کی کہ شہر کی سب سے ماٹھی لڑکی
وہ سارے دن میں ہمارے اگیوں سے کئی وراں مسکرا کے لنگی
خالد مسعود خان

برسوں سے

پھیری اُس نے ہم سے اکھیاں برسوں سے
بیٹھ رہی ہیں منہ پہ نکھیاں برسوں سے
بچا چاہڑا اس کے چاروں بھائیوں نے
سیک رہے ہیں دونوں دکھیاں برسوں سے

بھیڑا لگتا ہے

سالم ٹانگا کر کے بندہ اس کے گھر جب پہنچے
اگیوں بوہے پہ ہو تالا بھیڑا لگتا ہے
منڈے کھنڈے بے شک ہم کو چاچا بتایا کہہ لیں
گڑی کہے جب ہم کو لالہ بھیڑا لگتا ہے

خالد مسعود خان

گر دو پہرے سب سے چھپ کر امب پر چڑھیا کرتے تھے
منہ سج بھڑولا ہوتا تھا جب ڈینو لڑیا کرتے تھے

وہ پنڈ کے چھپر کنڈے ہم کو ملنے آیا کرتی تھی
اور طیفاء، گاما، فجا، منھا مفت میں سڑیا کرتے تھے

وہ ہر اک بات میں اگے تھی ہم ہر اک کام میں پھاڑی تھے
وہ سبق مکا کر بہہ جاتی ہم پنسل گھریا کرتے تھے

میری بے بے رشتہ لے کر اس کے گھر جب پہنچی تھی
وہ کالج جایا کرتی تھی ہم درس میں پڑھیا کرتے تھے

وہ ڈھگے لے کر میرے گھر کے اگیوں لگیا کرتی تھی
ہم دل کو تھاما کرتے تھے اور جگر کو پھڑپھا کرتے تھے

خالد مسعود خان



یہ سیکرٹ بھی مجھے رازداں سے ملتا ہے
کبھی فلاں سے کبھی وہ فلاں سے ملتا ہے

میں جب بھی جانِ تمنا کو خط کوئی بھیجوں
جواب جانِ تمنا کی ماں سے ملتا ہے

میں اپنے دل کے سوا پیش کیا کروں اس کو
کہ جیب خرچ تو ابا میاں سے ملتا ہے

کہا یہ ایک پڑوسن نے میری بیگم سے
ترا میاں جو ہے میرے میاں سے ملتا ہے

رقیب سے بھی مجھے ہو گیا ہے پیار نسیم
کہ روز جا کے وہ اس بدگماں سے ملتا ہے

نسیم سحر



کئی ڈشیں وہ پکاتی ہے اپنی ماں کے لیے
بچا کے کچھ نہیں رکھتی مگر میاں کے لیے

تلاش کر کوئی اسٹاپ درمیاں کے لیے
نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے

سوار ڈیڈی کے کاندھوں پہ ہیں سبھی بچے
”یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے“

نڈھال ہو چکا بیگم کی گفتگو سن کر
”سفینہ چاہئے اس بحرِ پکراں کے لیے“

غزل سنائی رقیب سیاہ رُو نے وہی
نسیم میں نے لکھی تھی جو جانِ جاں کے لیے

نسیم سحر



وہ تھا چڑاسی مگر دیکھا تو افسر سا لگا
رشتوں کا مال اس کو شیر مادر سا لگا

اس کا بھدا سا بدن ”میک اپ“ سے مرمر سا لگا
غازہ اس کثرت سے تھوپا تھا پلستر سا لگا

قیس کس ارمان سے آیا تھا دولہا بن کے آج
ماڈرن لیلیٰ کو لیکن ایک جوکر سا لگا

کل نئی بیگم جو شاپنگ کیلئے گھر سے چلیں
شوہر بے چارہ ان کے ساتھ شوہر سا لگا

کیسی حیرت ناک ہیں واعظ کی نوسر بازیاں
مولوی کو مولوی مسٹر کو مسٹر سا لگا

جب کہا بیگم نے بیدل پاؤں میرے داہنا
دل کچھ اتنا خوش ہوا یہ حکم ”آز“ سا لگا
بیدل جونپوری



کوئی بیگم کی ہو پیدا رقیبہ
بھلا اپنا کہاں ایسا نصیبہ

دُعائے عندلیب غم زدہ ہے
ملے اس کو بھی کوئی عندلیبہ

عرب میں نوکری کر آئے کچھ دن
مصیبت کو وہ کہتے ہیں مصیبہ

مدیحہ شاہ کا اب ہے زمانہ
کبھی دل میں رہا کرتی تھی دیا

شفا پائے بھلا بیمار کیسے
حسینہ ہو اگر اس کی طبیبہ

بچن کی ذمہ داری اس پہ آئی
ہوئی جس شخص کی بیگم ادیبہ
نسیم سحر

ہڑتال

ڈاکٹر چھٹی پہ تھے اور نرس کی ہڑتال تھی
میں تولد جب ہوا اس روز بھی ہڑتال تھی
ہم غریبوں کو چھٹی کا دودھ یاد آنے لگا
اس مہینے میں کم از کم یہ چھٹی ہڑتال تھی
مرکز سینہ کا ہوتا آپریشن کس طرح
آج صوبائی نہیں تھی مرکزی ہڑتال تھی
کل کسی فیشن زدہ کا لال رخصت ہو گیا
مامتا کا قحط تھا اور دودھ کی ہڑتال تھی
کچھ دکانیں جل گئیں کچھ راہرو مارے گئے
اب یقین آیا ہے مجھ کو واقعی ہڑتال تھی
یہ وطن ہڑتالیو! خوش حال ہونا چاہئے
ایک دن ہڑتال کی ہڑتال ہونا چاہئے
خالد عرفان

کہا نھو نے میں کمزور ہوں بیمار رہتا ہوں
جوانی ڈھل گئی تنہا ہی ہوں بیمار رہتا ہوں

ارادہ ہے کسی بیوہ سے شادی میں رچا ڈالوں
کہو کیا رائے دیتے ہو بڑا لاچار رہتا ہوں

اسے میں نے کہا نھو کرو جلدی کرو شادی
وگرنہ رہتی سہتی بھی جوانی کھوئی جائے گی

یہ مت سوچو کہ بیوہ ہو تمہیں کیوں فکر ہے اس کی
کوئی ہو کیسی ہو آخر وہ بیوہ ہو ہی جائے گی
حکیم غلام نبی

○ ورلڈ کپ کے بعد

مجھ سے کوئی کلام کریں ورلڈ کپ کے بعد
اچھا تو ہے سلام کریں ورلڈ کپ کے بعد
شادی ہو یا ولیمہ ہو یا کوئی عقد ہے
ان سب کے اہتمام کریں ورلڈ کپ کے بعد
جب بھی ہو کوئی بات تو بیٹنگ کی بات ہو
اس کے سوا کلام کریں ورلڈ کپ کے بعد
چپ کر کے دیکھتے رہیں ٹی وی پہ کرکٹر
بیگم کو بھی سلام کریں ورلڈ کپ کے بعد
کھانے کے وقت بھی ہو نظر رنز کی طرف
پڑھنے کا اہتمام کریں ورلڈ کپ کے بعد
خاور جو دور بھاگتے ہیں وحشیاء خیال
ان کو بھی زیرِ دام کریں ورلڈ کپ کے بعد
خاور نقوی

○ شاعر مشرق

اک محبت شاعر مشرق سے میں نے یہ کہا
کچھ تو فرمائیں حضور اقبال کے احوال میں
بولے علامہ سے بس اتنی سی نسبت ہے مجھے
میں نے بنوالی ہے کوٹھی گلشنِ اقبال میں

چھٹی

میری محبوبیت میں آگئی اک غیر مسلم بھی
یہ سوچا ہے کہ دے دوں اس رخ گلنار کو چھٹی
مگر یہ مسئلہ ہے اس سے کیسے ہوں ملاقاتیں
مجھے جمتے کو ملتی ہے اُسے اتوار کو چھٹی
خالد عرفان



چند ساعت چاہے کوئی آن ہونا چاہئے
اب تو تیرے وصل کا امکان ہونا چاہئے

بے کس دلا چار کے اشعار سنتا کون ہے
آج کل شاعر کو پھنے خان ہونا چاہئے

جب اچانک نظم کہتا ہوں تو آتا ہے خیال
اس کے نیچے بھی کوئی عنوان ہونا چاہئے

یہ بھی تو اک رخ ہے یارو آدمی کی چال کا
بن بلائے بھی کبھی مہمان ہونا چاہئے

یہ کبھی سوچا ہے خاور شعر کہنے کے لیے
عقل ہونی چاہئے وجدان ہونا چاہئے
خاور نقوی

قطعات

جس دن سے میرے گھر میں وہ آئی ہے نیک بخت
اس دن سے ہیں زبان پہ تالے پڑے ہوئے
فرمائشوں کا ایک سمندر ہے اس کے پاس
مجھ کو ہیں اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے



چمٹ ہی گئی جا کے تالو سے خاور
ہوئی عمر انگش چباتے چباتے
تری سرد مہری نے ثابت کیا ہے
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
خاور نقوی

بیوی کے حضور

عشق کا ناس کرو گی مجھے معلوم نہ تھا
میرے پلے ہی پڑو گی مجھے معلوم نہ تھا

اک مہینے میں کماتا ہوں جو تنخواہ اسے
خرچ ہفتے میں کرو گی مجھے معلوم نہ تھا

میں نے کھائی تھی قسم، کھاؤں گا بس رزق حلال
تم بھی احمق ہی کہو گی مجھے معلوم نہ تھا

شعر کی طرح سدا عرض کروں گا خود کو
تم سدا حکم ہی دو گی مجھے معلوم نہ تھا

جو سناؤ گی سنوں گا میں ہمیشہ لیکن
شعر تک تم نہ سنو گی مجھے معلوم نہ تھا
روحی کنجاہی

اے پسر!

لکھ اے پسر کہ عیش جہاں ہے قبول لکھ
پرمت کو لائسنس کو اپنا اصول لکھ

دولت کی ریل پیل سے رحمت نہ بھول لکھ
تحصیل علم و فضل کو مد فضول لکھ

دواشعار

عشق نے کیا کر دیا دو روز میں لڑکی کا حال
وہ تو لیلیٰ تھی جسے لیلیٰ کی ماں سمجھے تھے ہم



گزری سیاہ کاری میں یارب تمام عمر
آدھی شباب میں کٹی آدھی خضاب میں
رلیس امروہوی



ضرب جب دے دیا لمبائی میں چوڑائی کا
خود نکل آیا ہے رقبہ شب تنہائی کا

پھر بہار آگئی پھر عشق کی اسپید بڑھی
پھر کھجانے لگا تلوا ترے سودائی کا

صاف عارض پہ ترے میری نظر تک پھسلی
آج میں ہو گیا قائل تری چکنائی کا

بے لڑے جان دیئے جاتے ہیں اب تو ہم لوگ
ہائے کیا تاک کے بم پھینکا ہے مہنگائی کا

تیل مٹی کا سرشام ہی جب ختم ہوا
اور منہ ہو گیا کالا شب تنہائی کا
ظریف جبلپوری

مولویوں کا شغل تکفیر

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالت یورپ سے خبردار نہیں ہیں

آمادہ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں

تقلید کے پھندوں سے ہوئے جاتے ہیں آزاد
وہ لوگ بھی جو داخل احرار نہیں ہیں

جو نام سے اسلام کے ہو جاتے ہیں برہم
ان میں بھی تعصب کے وہ آثار نہیں ہیں

انسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
شبلی نعمانی

رائگ نمبر

اپنے دفتر کی میز سے میں نے
سخت مصروفیت کے عالم میں
سر اٹھا کر جب اس کے چہرے پر
سرسری سی نگاہ ڈالی تو
ایک فیشن پرست سی لڑکی
لمبے لمبے سے بال تھے اس کے
اور آنکھوں پہ کالا چشمہ تھا
سرخ ہونٹوں پہ تہہ تھی رنگوں کی
ایک عجیب و غریب صورت تھی
سنگ مرمر کی جیسے صورت تھی
اس حسینہ سے باادب ہو کر
میں نے پوچھا کہ ”آپ کی تعریف؟“

صلہ آئینہ رو بھی صورت حجام لیتے ہیں
سرا لٹے استرے سے مونڈ کر انعام لیتے ہیں

تمہیں وہ عارضہ ہو لوگ جس کو درد کہتے ہیں
تمہارا نام لیتے ہیں کیجہ تھام لیتے ہیں

تری دکھتی ہوئی آنکھوں کا دھیان آتا ہے اے ساقی
مئے گلرنگ کا جب ہاتھ میں ہم جام لیتے ہیں

کمر معدوم ہے چلنے میں بل کھاتی ہے پھر کیا شے؟
نزاکت سے حسیں کیا چیز آخر تھام لیتے ہیں

ادھر تو دیکھئے قربان درزیدہ نگاہوں کے
جہاں چوری ہوئی سب آپ ہی کا نام لیتے ہیں

ہر ایک عاشق کو مر جاتے ہی دیکھانا تو اں ہو کر
نہیں معلوم کیا معشوق ان سے کام لیتے ہیں
ظریف لکھنوی



میوزک ڈائریکٹر

کبھی سارے، کبھی گاما، کبھی پادھا، کبھی نیسا
مصالحہ جان کر اس نے سدا ہر گیت کو پیسا
کبھی اس نے ملا دیکھا جو مولیٰ کو چقدر سے
تو لایا دور کی کوڑی یہ سرگم کی سمندر سے
بنائی جو بھی طرز اس نے وہ فن کی جان ہوتی تھی
کہ اس میں اونٹ کی گردن سے لمبی تان ہوتی تھی
نہیں تھا چور لیکن کوئی تہمت آ بھی جاتی تھی
کسی کی دھن سے اس کی دھن کبھی ٹکرا بھی جاتی تھی
کے ہیں بھانجے ریکارڈنگ میں ”شامل باجا“
لکھایا گیت باورچی سے اس نے ”آمورے راجا“
یہ اکثر شاعروں کو بے طرح اصلاح دیتا ہے
اور اس پر اپنے سازندوں سے کھل کر داد لیتا ہے
مہورت پر سدا اس کے گلے میں ہار ہوتے ہیں
ضرورت پر اسے دو گھونٹ بھی درکار ہوتے ہیں
برہمن کو گوائیں ٹھمریاں اس نے شوالے میں
”خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں“

قتیل شفائی

اس سے پہلے بھی آپ کو شاید
ویسے دیکھا تو ہے کہیں میں نے
آپ کا نام ”شاہدہ“ تو نہیں
ہنس کے بولی ”معاف کیجئے گا“
رانگ نمبر ملا رہے ہیں آپ
میں تعارف کرائے دیتا ہوں
اپنی سوسائٹی کا قائد ہوں
شاہدہ تو نہیں میں شاہد ہوں
علامہ پاکٹ مار

Scanned and Uploaded By Nadeem

○ گھر کی بات

جب بھی رومانی غزل ہم نے کہی
ہو گیا بیوی سے گھر میں معرکہ
اس نے پوچھا کلموہی یہ کون ہے
”کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا“

○ قطعات

یا خدا میری تو دہائی ہے
کیسی بیوی مری بنائی ہے؟
دیکھتی ہے وہ گھور گھور مجھے
مجھ پہ بجلی یہ کیوں گرائی ہے



پوری کی استاد نے بیگم کی فرمائش تو بس
جھٹ دے عادی اس نے جنت آشیانہ ہوتا
جب کہائیں نے ملے گی حور بھی مجھ کو وہاں
سن کے وہ بولی کہ پھر دوزخ ٹھکانہ ہوتا
قتیل شفائی

ڈرکس کا ہے

ٹیکس پانی پہ لگایا ہے تو کیا ہم روئے؟
گیس کے نرخ بڑھاؤ تمہیں ڈرکس کا ہے
آپ کے ہاتھ میں ہیں ملک کے سب منصوبے
نت نئے ٹیکس لگاؤ تمہیں ڈرکس کا

ثبوتِ جرم

اے پولیس بیٹھ جا وہاں جا کر
سارا فتنہ جہاں سے اٹھتا ہے
چرس کی بو تجھے بتا دے گی
”یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے“

قتیل شفائی

مسئلہ تاریخ کا ہو یا ہو بحث علم کا
 فلسفہ گل قند کا ہو یا ہو قصہ قلم کا
 کشتہ فولاد ہو یا شربت دیدار ہو
 ہے ضروری سب پہ میری رائے کا اظہار ہو
 مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا
 شوق ہے دل میں مگر قرآن کی تفسیر کا
 جتنے بھی شعبے ہیں ان سب پر ہوں میں چھایا ہوا
 ہوں منسٹر مستند ہے میرا فرمایا ہوا
 مجید لاہوری

○ من کہ منسٹر

مرغیوں پر بھی میں کر سکتا ہوں اظہار خیال
 اور سائڈوں پر بھی ہوں محفل میں سرگرم مقال
 ریس کے گھوڑوں پہ بھی تقریر کر سکتا ہوں میں
 اکبر و اقبال کی تفسیر کر سکتا ہوں میں
 ہومیو پیتھک ہو یا دندان سازی کا کمال
 باغبانی ہو کہ ہو رومی و رازی کا کمال
 بات پھولوں کی ہو یا قومی ترانے کا بیاں
 چاٹ ہو بارہ مصالحوں کی کہ ہو اردو زباں
 بو علی سینا کی حکمت ، بات افلاطون کی
 ایگریکلچر ہو یا شق ہو کوئی قانون کی
 داغ کا دیوان ہو یا ہو وہ ایٹم بم کا راز
 ماہی گیری ہو کہ ربط و ضبط محمود و ایاز

شادی

لڑکی کہاں سے لاؤں میں شادی کے واسطے
شاید کہ اس میں میرے مقدر کا دوش ہے
عذرا نسیم کوثر و تسنیم بھی گئیں
”اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خاموش ہے“

نوکر

میری بیگم سے اک دن یہ کہا اس کی سہیلی نے
امور خانہ داری کے لیے نوکر نہیں رکھتی؟
کہا یہ ہنس کے بیگم نے بڑی ناداں ہوؤ بتو
ذرا سوچو تو ٹھنڈے دل سے کیا شوہر نہیں رکھتی

طلباء

وقارِ درسگاہی ہے نہ استادوں کی عزت ہے
کہ اب کالج میں اسٹوڈنٹ بہت بے خوف آتے ہیں
بھلا یہ فیل ہو سکتے ہیں کیسے امتحانوں میں
کتابوں کی جگہ لے کر کلاشن کوف آتے ہیں
محبوب عزمی

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد
جب وہ پہلے ملی تو چپ چپ تھی
اور میں تھا کہ بولے جاتا تھا
وہ دوبارہ ملی تو میں چپ تھا
اور اسے بولنے کا چمکا تھا
ہوئی شادی تو دونوں چپ چپ تھے
بولنے والا صرف ملا تھا
پھر یہ عالم کہ دونوں بولتے تھے
اور سارا محلہ سنتا تھا

محمود سرحدی



روزہ

اس مہینے مری طبیعت میں
ایک عجب انقلاب ہوتا ہے
میرے محبوب مسکرا کے نہ دیکھ
میرا روزہ خراب ہوتا ہے

پردہ

سنا ہے اپنے عزیزوں سے پردہ کرتے ہیں
جو غیر ہو تو کوئی شرم ہے نہ پروا ہے
سوال یہ ہے کہ اب ان سے کس طرح پوچھوں
یہ ہم کو آپ نے کب سے عزیز سمجھا ہے

نئی پود

ہمیں حیرانگی تھی اس لیے ہم پوچھ ہی بیٹھے
یہ لڑکے شیخ جی کیوں آپ پر آوازے کستے ہیں
کہا ہنس کر کہ بھائی یہ ترقی کا زمانہ ہے
میں کیا شے ہوں یہ اپنے باپ پر آوازے کستے ہیں
محمود سرحدی



ہم اپنی قسمت بدل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے
ہمارے سب کام چل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے

طلب کے سانچوں میں ڈھل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے
تھے ہم تو سونا پگھل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے

ہم آج کے دن کی لوح زریں پہ کون سا حرف لکھ سکیں گے
ہم اپنے گھر سے نکل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے

ہمارے جذبات کا یہ آتش فشاں ہمیں ہی جلا رہا ہے
ہم اپنے اندر اُبل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے

بجا کہ ہم اعتراف کرتے ہیں بار بار اپنی غفلتوں کا
مگر یہ ہم خوں اگل رہے ہیں بغیر سوچے بغیر سمجھے

مشکور حسین یاد

○ گدھوں کی مدح میں

جیسے ہی بندھی سونے کی زنجیر گدھوں سے
 ہونے لگا ہر شخص بغل گیر گدھوں سے
 مت پوچھئے کیا کیف کا عالم ہوا طاری
 وابستہ ہوئی اپنی جو تقدیر گدھوں سے
 یہ حسن عقیدت بھی تو ہے دید کے قابل
 ہم لیتے ہیں ہر خواب کی تعبیر گدھوں سے
 کیا ہو گیا غیرت کو حمیت کو ہماری
 ہم پوچھتے پھرتے ہیں یہ تفسیر گدھوں سے
 ہو دم سے لٹکنے کی ہمیں خاص اجازت
 بس چاہتے ہیں اتنی سی توقیر گدھوں سے
 تیری ہی رعایا ہیں یہ تیرے ہی نمک خوار
 اتنا نہ بدک اے فلک پیر گدھوں سے
 مشکور حسین یاد

○ ستاسی، اٹھاسی

اکاسی، بیاسی، تراسی، چوراسی
 پچاسی، چھیاسی، ستاسی، اٹھاسی

ریاضی پڑھانے کی کوشش نہ کرنا
 نہ بابا یہ میری سمجھ میں نہ آسی

اگر شوق سے علم حاصل کرے گا
 خدا تجھ کو بندے کا پُتر بناسی

اب اک دوسرے کو نصیحت نہ کریے
 نہ تُو میرا ناما، نہ میں تیری ماسی

زباں خامشی کی ہی کام آگئی تھی
 نہ سننا پڑا تھا نہ دنا پیا سی

وزارت میں اس کو فلو ہو گیا تو
وہ سرکاری خرچے پہ امریکہ جاسی

گرانی اگر یوں ہی بڑھتی رہے گی
تو خود سوچ پھر قوم کھسماں نوں کھاسی

اگر تو گیا کوچہء دلبراں میں
تو دلبر کے ویروں سے پاسے بھناسی

یہی سوچ کر میں بھی سونے لگی ہوں
”خراٹا“ میرا قوم کو اب جگا سی

چلو ناز مقطع ہی اب عرض کر دو
غزل سننے والوں کی ہووے خلاصی
شاہدہ ناز

○
اک نوٹ بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ
دیکھی پولیس تو کھینچ لیے مسکرا کے ہاتھ
”انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ“
بھڑکی جونس تو چھوڑ دیئے شپٹا کے ہاتھ
چشمِ زدن میں دے کے اڑنگا پنج دیا
ناٹا وہ کر رہے ہیں ہمیں اب ہلا کے ہاتھ
سائن نکاح نامے پہ کس شوق سے کیے
اب دیتے پھر رہے ہو دہائی کٹا کے ہاتھ
یہ کیا خبر تھی ہاتھ میں ہوگی یہ ہتھکڑی
پچھتا رہے ہیں ہم تو تمہارے بٹا کے ہاتھ
پوچھا نفی کا ہم نے جو استاد سے سوال
سمجھا دیا جناب نے فوراً گھما کے ہاتھ
پندرہ ہزار عاصی سے اینٹھے دبا کے پاؤں
دس اور لے گئے ہیں وہ اس کا دبا کے ہاتھ
مرزا عاصی اختر

○
میرے تکیوں پر لکھے ہوئے اشعار
کھا نہ ہمسائی سے میری چغلیاں جان بہار
میں نے آنکھیں بند کر لی ہیں مگر سویا نہیں

☆☆☆

تیکے پہ شب کو پانی چھڑک کر میں سو گیا
وہ سمجھیں اُن کے ہجر میں رویا تمام رات

☆☆☆

پانچ چھ تکیوں کو پھیلا کر اڑھا دو اک لحاف
بھاگ جاؤ بیویاں سمجھیں گی شوہر گھر میں ہے

☆☆☆

کوشش کروں ہزار نہ آئے گی مجھ کو نیند
تکیہ ہے نرم ، بیوی کا برتاؤ سخت ہے

☆☆☆

خدایا کون یہ تیکے پہ میرے لکھ گیا آ کر
ترا سر رنج بالیں ہے ترا تن بارِ بستر ہے
راجہ مہدی علی خان

○
کام کسی کا ہوتا ہے
نام کسی کا ہوتا ہے
انگل سب کے ہیں لیکن
سام کسی کا ہوتا ہے
ہاتھ لگا لیں اپنے گل
فام کسی کا ہوتا ہے
درو کسی کے سر میں ہے
Balm کسی کا ہوتا ہے
آتا ہے رس جس میں نظر
آم کسی کا ہوتا ہے
میخانے سب جاتے ہیں
جام کسی کا ہوتا ہے
صبح میرا لگتا ہے
شام کسی کا ہوتا ہے
بک جاتے ہیں ہم ارزاں
دام کسی کا ہوتا ہے
شہاب ظفر

چار بجے

بیٹھے بٹھائے ہو گئی گھر میں مار کٹائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

اٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دعا نے کام کیا
انی اور ابا نے مل کر میرا کام تمام کیا

آج محلے بھر میں گونجی میری وہائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
کتنی خوشی سے ہم نے اپنے پٹنے کی تیاری کی

سارے گھر میں ہم نے کیسی دھوم مچائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

راجہ مہدی علی خان

ایک چہلم

رفیقہ ذرا گرم چاول تو لانا
ذکیہ ذرا ٹھنڈا پانی تو لانا
بہت خوبصورت ، بہت نیک تھا وہ
ہزاروں جوانوں میں بس ایک تھا وہ
منگنا پلاؤ ذرا اور خالہ
بڑھانا ذرا قورمے کا پیالہ
جدھر دیکھتے ہیں ادھر غم ہی غم ہے
کریں اس کا جتنا بھی ماتم وہ کم ہے
یہ ننھی کے زردے میں کشمش ہے تھوڑی
بہت دیر سے مانگتی ہے گکوڑی
وہ ٹکڑا جگر کا تھا آنکھوں کا تارا
ہمیں اپنی اولاد سے تھا پیارا
پڑا ہے پلاؤ میں گھی ڈالڈے کا
خدا تو ہی حافظ ہے مرے گلے کا

حسن کی دیوی

اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا
دل اُس پہ فدا چار بٹا چار ہوا تھا

ہر روز مسیخ پر وہ کرتی تھی مجھے ”تا“
پابندی سے میں نیٹ پہ لاگ ان ہوا کرتا
چیننگ کا مجھے بھی تھا اُسی کی طرح چسکا
گھنٹوں بنا کرتا تھا میں الو بلا ناغہ

کیا شوق تھا میں جس میں گرفتار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا

میں نے تو بتایا تھا کہ میں ہوں فراموش
تصویر کسی گورے کی ای میل بھی کی تھی
اُس نے بھی جواباً مجھے تصویر جو بھیجی
لگتی تھی کسی فلمی اداکارہ کی کاپی

دلہن سے کہو آہ اتنا نہ روئے
بجاری نہ بے کار میں جان کھوئے
اری بوٹیاں تین سالن میں تیرے
یہ چھپھڑا مقدر میں لکھا تھا میرے
بہت خوبصورت ، بہت نیک تھا وہ
ہزاروں جوانوں میں بس ایک تھا وہ
راجہ مہدی علی خان

پھر اس کا پتہ پڑھ کے میں بیدار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا

وہ حسن کی دیوی تو پڑوسن میری نکلی
تو لڈو جو کھائے تھے وہ منگنی تھی اُسی کی
چکر مجھے دیتی رہی بلقیس کی بیچی
تصویر جو بھیجی تھی اداکارہ کی ہی تھی

میں کیسے گدھا بننے پہ تیار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا

وہ اب بھی اُسی نک سے مجھے کرتی ہے ہیلو
”ظفرا“ ہوں یہ میں نے بھی بتایا نہیں اس کو
موضوعِ سخن اللہ وسایا بھی ہے اب تو
وہ اللہ وسایا کہ مرا یار بھی تھا جو

ہنستا ہوں کہ کیا تیر تھا جو پار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا
نوید ظفر کیانی

کیا جانے مری عقل کو کیا یار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا

چینگ کو بہت ”نک“ تھے اگرچہ سر ”یا ہو“
طاری تھا فقط ”ناز اٹھارہ“ کا ہی جادو
یکطرفہ نہ تھی میری محبت کسی پہلو
اُس نے بھی کئی بار کہا تھا مجھے ”لو یو“

احساس کا جذبات کا اظہار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا

کچھ روز کئے یونہی برا وقت جو آیا
ظالم نے مجھے باتوں ہی باتوں میں بتایا
بیٹے کے لئے مانگ چکا ہے میرا تایا
لے جائے گا منگل کو مجھے اللہ وسایا

مت پوچھ کہ کیا سن کے یہ یکبار ہوا تھا
اک حسن کی دیوی سے مجھے پیار ہوا تھا

دھڑکنوں کی فائلوں کو لے چلا
 ڈاس کے سب سلسلوں کو لے چلا
 وال پیپر پر وہی تصویر ہے
 میری ہر ونڈو کی جو تقدیر ہے

کیا کروں کہ زور اب خود پر نہیں
 حسن سے بڑھ کر کوئی ہیکر نہیں

وہ خیالوں سے پرے جاتا نہیں
 لاگ آؤٹ مجھ سے ہو پاتا نہیں
 کوئی بتلاؤ کہ اب میں ”وٹ“ کروں؟
 زندگی کے سی پی یو کو شٹ کروں؟

جو نمٹ جائے یہ وہ چکر نہیں
 حسن سے بڑھ کر کوئی ہیکر نہیں
 نوید ظفر کیانی

ہیکر

حسن سے بڑھ کر کوئی ہیکر نہیں

جو بھی کرنا ہے جتن سو کیجئے
 پاس ورڈ دل کا کوئی رکھ لیجئے
 ایک ہی جلوے سے کر لے گا یہ ہیک
 پل میں فائر وال ہو جائے کریک

یوں کوئی ٹونا کوئی منتر نہیں
 حسن سے بڑھ کر کوئی ہیکر نہیں

دعویٰ ترک وفا ہاچل میں ہے
 اک نگاہ ناز کے اردل میں ہے
 ٹی سی پی آئی پی کا ہر ایڈریس
 اس کا مخبر بنتا جائے بے ایس

میرے قابو میں مرا کرسر نہیں
 حسن سے بڑھ کر کوئی ہیکر نہیں

خواب میں آخر اسے لے آئے راہِ راست پر
 پی رہے ہیں شربت دیدار آدھی رات کو
 آج تو اپنے ہی گھر میں داخلہ دشوار ہے
 بن گئی بیگم مری تاتار آدھی رات کو
 پی کے نزلے کی دوا (دخترِ رز) لٹے ہوئے
 بڑھ گئی تھی اک ذرا مقدار آدھی رات کو
 اس پہ سن اسٹروک کا حملہ نہ ہو چارہ گرو
 چاند لگتا ہے مجھے بیمار آدھی رات کو
 ہو گیا ہے فرقتِ رشوت کا ڈپریشن مجھے
 جاگتا ہوں صورتِ زردار آدھی رات کو
 ایک ہی مصرع کہا تھا میرے کتے نے ظفر
 کس قدر بھونکے گئے اشعار آدھی رات کو
 نوید ظفر کیانی

○
 نیند پر نہ مار شبنوں یار آدھی رات کو
 سن نہیں سکتا ترے اشعار آدھی رات کو
 ضد ہوئی ہمسائے کو کیسی مری ملہار سے
 روز ہو جاتی ہے کیوں تکرار آدھی رات کو
 آپ کے اجداد کا پیشہ تو اسمگلنگ نہ تھا
 آپ جاتے ہیں کہاں سرکار آدھی رات کو
 کیا کہوں لیڈی ڈیانہ کیوں مرے ہر خواب میں
 ڈال دیتی ہے گلے میں ہار آدھی رات کو
 نو سے بارہ دیکھنے کے شوق میں اندر ہوا
 مل گیا تھا ایک تھانیدار آدھی رات کو
 چپ چپتے کاٹ لیں بمعہ مبارک کس لئے
 آؤ دیکھیں مل کے وی سی آر آدھی رات کو
 خان صاحب درودِ دل کہنے کو جائیں تو کہاں
 یاد آ جائے اگر نسوار آدھی رات کو

تیرے لبوں پہ کیٹس کی چرچل کی بات ہے
بہتی تھی تیری ناک ابھی کل کی بات ہے

ہم تم سے عشق بازیاں ہوتی نہیں افورڈ
یہ کارنامہ قیس سے پاگل کی بات ہے

ملنے کا وعدہ یاد دلایا جو یار کو
کہنے لگا کہ ہاں کسی منگل کی بات ہے

جائے وقوعہ یاد رہی اپنے قتل کی
سسرال نام کے کسی مقتل کی بات ہے

فیشن نہیں کہ گھونٹ لہو کے بھرا کریں
فرقت میں کوکا کولا کی بوتل کی بات ہے
نوید ظفر کیانی

نہ پوچھ کیسا محبت میں میرا فیٹ ہوا
سے خوشی کا ہوا تو ہمیشہ لیٹ ہوا
ہمارا نام مٹایا ہے کس سہولت سے
تمہارا دل نہ ہوا بچے کا سلیٹ ہوا
محبتیں ہیں وہی جو ڈنر میں ڈھل جائیں
خلوٰں وہ ہے جو زیبائش پلیٹ ہوا
یہ اپنے اپنے گریڈوں کی دین ہے پیارے
کسی کی توند ہوئی اور کسی کا پیٹ ہوا
منافقت مری فطرت میں ہوگئی شامل
خدا کا شکر کہ کچھ میں بھی اپ ٹو ڈیٹ ہوا
غریب تھا تو کوئی لفٹ ہی نہ دیتا تھا
سمگلری سے بہت آدمی گریٹ ہوا
نہ ہو سکے گا کسی ٹھیکیدار سے کچھ بھی
ظفر یہ خانہء دل جب بھی ملایا میٹ ہوا
نوید ظفر کیانی

میں روز کہتا ہوں حال پوچھوں گا آج اُن کا
بھڑوں کا چھتا بنا ہوا ہے مزاج اُن کا

رقیب کیوں دندناتے پھرتے ہیں بے مہارے
تمہارے کوچے میں کام اُن کا نہ کاج اُن کا

نری سلیقہ شعاریوں کا اچار ڈالیں
ہمارے دل میں تو کلبلاتا ہے داج اُن کا

وہ لوگ جن کو خدا نے ہاتھوں کا میل بخشا
تمام لیلائیں اُن کی سارا سماج اُن کا

تمہارے پیچھے نہ آئیں گے اب تمہارے عاشق
تمہارے ابے نے کر دیا ہے مساج اُن کا

خدا ہی جانے کہ کس خوشی میں گزر گئے ہیں
نہ توند اُن کی نہ قلب کا اختلاج اُن کا

وہ امن کے چیمپین بنے ہیں تو سوچتا ہوں
سپاہی اُن کے تفنگ اُن کی میراج اُن کا

حذر کہ آتے ہیں باس بیگم سے پٹ پٹا کے
تمہیں پہ گرنا ہے نزلہء احتجاج اُن کا

بری ہے تاروں کو آزمانے کی شرمساری
ازل سے ٹھہری ہے بے وفائی رواج اُن کا

وہ جن کو پیرایہ شرافت نہ راس آئے
نوید ڈنڈا ہی رہ گیا ہے علاج اُن کا
نوید ظفر کیانی



بابو کو جب مال نہ دے
 وختے میں کیوں ڈال نہ دے
 ایسے کام کو آگ لگے
 ایک فراغِ کال نہ دے
 پیار حماقت ہے، بچ کے
 دل یہ ٹٹنا پال نہ دے
 وعدہ کر کے مت آنا
 ڈیٹ تو اگلے سال نہ دے
 چور سمگلر او کے ہیں
 رشتہء کنگال نہ دے
 گشتی چاہتے ہیں مولا
 سروں کو پنڈال نہ دے
 بیوی ٹھیک بشرطیکہ
 جنجالِ سسرال نہ دے
 گنجا بار چڑ جاتا
 امپائر نو بال نہ دے
 نوید ظفر کیانی



مجھ کو مت داخل کرا اے یار جنرل وارڈ میں
 اور ہو جاؤں گا میں بیمار جنرل وارڈ میں
 دوست، رشتے دار، نرسیں، ڈاکٹر، اسپیشلسٹ
 سب سمجھتے ہیں ذلیل و خوار جنرل وارڈ میں
 لا نہیں سکتا جو خود جا کر دوا بازار سے
 رہ نہیں سکتا وہ اب نادار جنرل وارڈ میں
 مجھ کو مفلس جان کر ڈسپارچ فوراً کر دیا
 میں اگرچہ تھا ابھی بیمار جنرل وارڈ میں
 حال ہو جائے گا تیرا بد سے بدتر مان لے
 ہو نہ داخل جا کے برخوردار جنرل وارڈ میں
 وہ پہنچ جاتی ہے عملے کے گھروں میں اے نیاز
 جو دوائیں دیتی ہے سرکار جنرل وارڈ میں
 نیاز سواتی

بے ہنر لوگوں میں اظہارِ ہنر مہنگا پڑا
پتھروں کے شہر میں شیشے کا گھر مہنگا پڑا

جا بسا ہے چھوڑ کر تنہا ہمیں سسرال میں
سچ تو یہ ہے رشتہء لختِ جگر مہنگا پڑا

نیند ہم کو آگئی جب وقت دفتر کا ہوا
رات بھر کا جاگنا وقت سحر مہنگا پڑا

ٹیکسی والے نے لیا ہم سے کرایہ ایک سو
ہم کو اپنے دوست کا شب کا ڈنر مہنگا پڑا

اس کے تحفوں پر ہی کر دیتا ہوں سب تنخواہ خرچ
پیار اس کا فر ادا کا کس طرح مہنگا پڑا

خرچ اس کا بھی ہمیں برداشت کرتے ہیں نیاز
خوبصورت ہی سہی پر ہم سفر مہنگا پڑا
نیاز سوائی

گھر میں دل لگتا نہیں جب گھر میں گھر والی نہ ہو
گھر وہ لگتا ہے چمن، جس کا کوئی مالی نہ ہو

جب جوانی آئے گی مونچھیں بھی نکلیں گی ضرور
یہ تو ممکن ہی نہیں ساون میں ہریالی نہ ہو

آج کل کے نوجواں کو ایسی بیگم چاہئے
عادتیں جیسی بھی ہوں صورت مگر کالی نہ ہو

آج کل کی لڑکیوں کو ایسے شوہر چاہئیں
صاحب زر بھی ہوں جو، جن کا کوئی والی نہ ہو

تب کروں گا آپ کی میں دعوتِ جلوہ قبول
تھال ہو حلوے کا میرے واسطے تھالی نہ ہو

تم بنو اور سیر گر چاہتے ہو اے نیاز
گھر میں خوشحالی ہی خوشحالی ہو بد حالی نہ ہو
نیاز سوائی

جوتا

کہا اک مولوی نے دیکھ کر جوتا مرے آگے
اگر ہو سامنے جوتا تو پھر سجدہ نہیں ہوتا
کہا ہم نے بجا ہے آپ کا ارشاد یہ لیکن
اگر پیچھے رکھیں جوتا تو پھر جوتا نہیں ہوتا

فہرست

پیش جب فہرست کی بیگم نے شاپنگ کی مجھے
میں سمجھتا تھا کہ ہوگی وہ نہایت مختصر
جب پڑھی وہ کھول کر تو اس قدر تھی مختصر
”نیل کے ساحل سے لے کر تاجخاک کا شجر“

زن گزیدہ

زن گزیدہ ایک شوہر سے یہ جب پوچھا گیا
مرقدِ زوجہ پہ تم چھڑکاؤ کیوں کرتے نہیں
وہ یہ بولا میں نہیں پانی چھڑکتا اس لیے
ڈر رہا ہوں اہلیہ پھر سے نہ اُگ آئے کہیں

نیاز سواتی

○

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد
شادی نہ ہوئی تھی تو بہت اس پہ فدا تھا
اب بچوں کی ماں کے لیے جلاد ہے شوہر
ہو سامنے محبوبہ تو ریشم کی طرح نرم
بیگم ہو مقابل میں تو فولاد ہے شوہر

کثیر العیال بیوہ کی بددعا

مر گیا ہے چھوڑ کر تُو ایک درجن نونہال
کیسے بیوہ ان یتیموں کی نگہبانی کرے
جس طرح جلتی ہوں میں تو بھی یوں ہی جلتا رہے
آسماں تیری لحد پر ”آتش آفشانی“ کرے

نیاز سواتی

چند قطعات

مرے گھر پانچ بچے ہو گئے ہیں تین سالوں میں
محبت کی یہی ہے ابتدا تو انتہا کیا ہے
میرا ہمسایہ لے آیا ہے اپنے گھر کلر ٹی وی
میری بیوی نے پوچھا ہے بتا تیری رضا کیا ہے

اپنا تو بن

دو بجے تھے رات کے ہر سمت تھا گہرا سکوت
اور میں فرما رہا تھا شوق سے مشق سخن
جاگ اٹھی بیگم اچانک اور یہ کہنے لگی
”تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن“

سیاست

کھانے کی میز گھر میں سیاست کی میز ہے
تیچھے ہی سب کے ہاتھ میں چلتے ہیں رات دن
بیوی میاں میں جنگ چھڑی اقتدار کی
بچوں کے جوڑ توڑ میں کٹتے ہیں رات دن

انتہا

مرے گھر پانچ بچے ہو گئے ہیں تین سالوں میں
محبت کی یہی ہے ابتداء تو انتہا کیا ہے
میرا ہمسایہ لے آیا ہے اپنے گھر کلر ٹی وی
میری بیوی نے پوچھا ہے بتا تیری رضا کیا ہے
مجذوب چشتی

کھانے کی میز گھر میں سیاست کی میز ہے
تیچھے ہی سب کے ہاتھ میں چلتے ہیں رات دن
بیوی میاں میں جنگ چھڑی اقتدار کی
بچوں کے جوڑ توڑ میں کٹتے ہیں رات دن

سخت مشکل ہے میں تیرے ساتھ جاسکتا نہیں
تیرا ڈیڈی مل گیا تو جاں ہوا ہو جائے گی
اب تجھے میں اپنے گھر میں لے کے جاؤں کس طرح
مجھ کو ڈر یہ ہے مری می خفا ہو جائے گی
مجذوب چشتی

ناخلف اولاد

خدا محفوظ رکھے ناخلف اولاد سے سب کو
دعا مانگو کہ بیوی بھی کہیں مشکل نہ بن جائے
مرمت میں نے کرنی چھوڑ دی ہے اپنی بیوی کی
”کہ یہ ٹوٹا ہوا تار امیر کاٹل نہ بن جائے“

صدام

کہوں کیا اچھے کاموں کی بدولت
محلے بھر میں وہ بدنام ٹھہرا
وہ گھر کو بھی محاذِ جنگ سمجھے
مرا بیٹا بھی اب صدام ٹھہرا

عیش کیش

عیش کرنے کے لیے تو کیش ہونا چاہئے
جیب خالی ہے محبت کا یقین آتا نہیں
کیا کروں دل کے پلازے میں بہت کچھ ہے مگر
اس میں شاپنگ کے لیے کوئی حسیں آتا نہیں
مجدوب چشتی

میں شکار ہوں کسی اور کا مجھے مارتا کوئی اور ہے
مجھے جس نے بکری بنا دیا وہ تو بھیڑیا کوئی اور ہے

کئی سردیاں بھی گزر گئیں میں تو اس کے کام نہ آسکا
میں لحاف ہوں کسی اور کا مجھے اوڑھتا کوئی اور ہے

مجھے چکروں میں پھنسا دیا مجھے عشق نے تو رلا دیا
میں تو مانگ تھی کسی اور کی مجھے مانگتا کوئی اور ہے

میں ٹنگا رہا تھا منڈیر پر کہ کبھی تو آئے گا صحن میں
میں تھا منتظر کسی اور کا مجھے گھورتا کوئی اور ہے

سر بزم مجھ کو اٹھا دیا مجھے مار مار لٹا دیا
مجھے مارتا کوئی اور ہے ولے ہانپتا کوئی اور ہے

مجھے اپنی بیوی پہ فخر ہے مجھے اپنے سالے پہ ناز ہے
نہیں دوش دونوں کا اس میں کچھ مجھے ڈانٹتا کوئی اور ہے

ضیاء الحق قاسمی

”بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے“
سواری نہیں تھی تو ہم کو بلاتے

اگر آ پہنچے یہاں وقت پر تم
دل اپنا تمہیں بھون کر ہم کھلاتے

انہیں جب بلایا تو انکار آیا
وہ ہم کو بلاتے تو ہم بھی نہ جاتے

اگر ہم بھی چالاک ہوتے تو لوگو
نہ اس طرح وہ ہم کو الو بناتے

جو معلوم ہوگا کہ ناکام ہوں گے
محبت کے چکر میں کیوں سرکھپاتے

میری نظروں میں کوئی جتنا نہ تھا
”آپ سے پہلے کوئی اپنا نہ تھا“
چل دیے مجھ کو تڑپتا چھوڑ کر
آدمی تھا میں کوئی مرغا نہ تھا
کیوں مری سرال پیچھے پڑ گئی
وہ تو خود بھاگی تھی، یہ اغواء نہ تھا
کھوٹے سکوں کی یہاں پر مانگ تھی
اور مرا سکہ کوئی کھوٹا نہ تھا
مجھ کو ہر چہرہ نظر آیا ڈبل
باوجود اس کے کہ میں بھینگا نہ تھا
ہر کوئی ننگا تھا اس حمام میں
میں کوئی تنہا یہاں ننگا نہ تھا
سر منڈاتے ہی پڑے اگلے ضیاء
اور کوئی اخروٹ سے چھوٹا نہ تھا

ضیاء الحق قاسمی

اگر میں تمہاری محبت میں مرتا
تو تم بھی مگر مجھ کے آنسو بہاتے

بھلا اور کیا کرتے ہم بن کے قاضی
رقیبوں و قیبوں کو کوڑے لگاتے

کوئی تیل ہوتا موثر تو ہم بھی
چمکتی ہوئی ٹانٹ پر بال اگاتے

نہ ہوتے جو محبوب کے ہاتھ پہلے
ضیاء پھر ہتھیلی پہ سرسوں جماتے
ضیاء الحق قاسمی

○
قوم کا لیڈر

جج ادا کرنے گیا تھا قوم کا لیڈر کوئی
سنگباری کے لیے شیطان پر جانا پڑا
ایک کنکر پھینکنے پر یہ صدا آئی اُسے
تم تو اپنے آدمی تھے تم کو آخر کیا ہوا

مدت ہوئی ہے یار کو

کس طرح اس سے جان چھڑاؤں میں کیا کروں
مجھ کو ہے یہ خیال ہراساں کیے ہوئے
جانے کا نام ہی نہیں لیتا وہ نیک بخت
”مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے“

ضیاء الحق قاسمی

○ مشکل کا حل

اک کالے کبڑے مرد کو گوری نے ماری لات
کیا جانے اس غریب نے کیا کر دیا سوال
کبڑے کو اس کی لات مگر کارگر ہوئی
سیدھی ہوئی کمر تو کیا شکر ذوالجلال
اُس کے لبوں پہ آ گیا یہ شعر حسب حال
”اقبال تیرے عشق نے سب بل دیئے نکال
مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی“
بلبل کاشمیری

○ نمکین اشعار

سنا ہے جیل خانے سے نکل بھاگا ہے اک ڈاکو
”جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں“

”میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند“
اس جرم میں عرصے سے حوالات میں ہوں بند
ضیاء الحق قاسمی

○
بس گئے انگلینڈ میں جو لوگ گھر جائیں گے کیا؟
جو یہاں سے جا چکے ہیں وہ نہ پھر آئیں گے کیا؟

مغربی تہذیب کے حمام میں تنگے ہیں سب
باندھ کر لنگوٹ شرما جی نہ شرمائیں گے کیا؟

شیخ مشرق پر زکوٰۃ حسن مغرب ہے حلال
آپ کیوں کہتے ہیں لندن میں رہیں کھائیں گے کیا؟

جو مبلغ ہوں کسی کافر ادا بت پر فدا
وہ خدا کے دین کی تبلیغ فرمائیں گے کیا؟

کل تو صلواتیں سنیں ناصح نے سن کر پی گئے
آج جا کر میکدے میں جوتیاں کھائیں گے کیا؟

سوکھ کر کاٹا ہوا بلبل تو اس گل نے کہا
بس کریں گے یا ابھی عشق اور فرمائیں گے کیا؟
بلبل کاشمیری



کتے

گھر کی رکھوالی کی ہم میں استطاعت ہی نہیں
ہم نے اخراجات اپنے کر لیے ہیں کم سے کم
اپنے ہمسایوں کے کتے بھونکتے ہیں رات بھر
اپنے گھر میں بھونک لیتے ہیں سبھی مل جل کے ہم

سسرال

ہمیشہ ساس سر کے اثر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے بیوی کے گھر میں رہتا ہے
جو دیکھتے ہیں تو لگتا ہے ایک کچھوا سا
میں کیسے جانوں کہ اک چشم تر میں رہتا ہے
عطاء الحق کاظمی

جس نے دیکھا آپ کا نسخہ وہ یوں گویا ہوا
 ”نقش فریادی ہے کس کی شوخیء تحریر کا“
 کیوں نہ چمکے اس طرح دو طرفہ دھندا آپ کا
 گردن بیمار میں فٹ ہے جو پھندا آپ کا
 اس طرح مہنگی دواؤں کا اکھاڑا ہائے ہائے
 اس پہ پرہیزی غذاؤں نے پچھاڑا ہائے ہائے
 الغرض یوں ہی مہینوں ہم دوا کرتے رہے
 اور بقدر ظرف گھر والے ہوا کھاتے رہے
 مرغ مچھلی دودھ مکھن کینو کیلا اور سیب
 ان کی یورش پر دہائی دے رہی تھی اپنی جیب
 صورتِ حالات یوں ہم پر ستم ڈھاتی رہی
 ہم غذا کھاتے رہے ہم کو غذا کھاتی رہی
 آخر اک دن تنگ آ کر چھوڑ بیٹھے ہم علاج
 رفتہ رفتہ نارمل ہونے لگا اپنا مزاج
 آپ نے تو کر ہی ڈالا تھا مجھے خوار و زبوں
 آپ کے بارے میں آگے اور کیا کچھ میں کہوں
 فدائی

○ ڈاکٹر صاحب

ڈاکٹر صاحب مجھے پہچان میں کون ہوں
 آپ کی خدمت سے پہلے ایک تھا اب پون ہوں
 ہائے وہ شامت کا دن جب چھینک آئی تھی مجھے
 اور شفا خانے کی جانب کھینچ لائی تھی مجھے
 آپ نے اس چھینک کو چھینکا بنا کر رکھ دیا
 اپنا آلہ میرے سینے پر جما کر رکھ دیا
 دل کی دھڑکن سن کے یوں مغموم و افسردہ تھے آپ
 جیسے سن بیٹھے ہوں عزرائیل کے قدموں کی چاپ
 پھر ہمارے بازوؤں میں روز انجکشن کی دھار
 ٹیلیٹ اک دن میں چھ اور کپسول اک دن میں چار
 صوب دوائیں آپ کے اسٹور سے لیتے تھے ہم
 آپ کی آرام دہ چمکیلی موٹر کی قسم
 یوں نہ کرتے تو دوائیں ہم کو دیتا اور کون
 نسخہ فہمی کے لیے کرتا پھر اتنا غور کون



شیخ کو یہ الجھن ہے زیادہ
دنیا میں انجن ہے زیادہ

عشق میں جب سے ہوئی ملاوٹ
آگ ہے کم ایندھن ہے زیادہ

نئے تمدن کی جیونتا
سائن کم برتن ہے زیادہ

اللہ اللہ اُس کی زلفیں
عورت کم ناگن ہے زیادہ

جلے دھرنے ریزولوشن
دل ساکت دھڑکن ہے زیادہ

سلمیٰ اپنی شرماں ماری
گوری کچھ پُر فن ہے زیادہ

سیّد ضمیر جعفری



نثری نظم

دیکھئے نا پختہ ذہنوں کی جسارت دیکھئے
میر و غالب کی سخن دانی سخن گوئی کے بعد
سن کے نثری نظم کچھ ایسا لگا بعد غزل
جیسے کچھڑی پیش کر دے کوئی بریانی کے بعد

اداکاری

جا رہے ہو محفل شعر و سخن میں سوچ لو
جس کی شدت سے ضرورت ہے وہ تیاری بھی ہے
صرف گانے سے غزل پہ داد مل سکتی نہیں
کچھ نہ کچھ ایچ پر لازم اداکاری بھی ہے
راغب مراد آبادی

کھڑے تھے ایک بر خوردار کل نزدیک ریگل کے
میں یہ سمجھا کوئی سرسید و اقبال ہیں کل کے

کہا میں نے تمہارا نام ، بولے سرفراز اختر
کہا کالج میں پڑھتے ہو، تو فرمانے لگے یس سر

کہا میں نے کہ آئندہ بھی پڑھنے کا ارادہ ہے
تو فرمایا کہ جو کچھ پڑھ لیا وہ بھی زیادہ ہے

نہ میں پیچھے کو ہٹتا ہوں ، نہ میں آگے کو بڑھتا ہوں
فقط دس سال سے بس ایک ہی درجہ میں پڑھتا ہوں

مری صورت ہے نورانی ، مری فطرت ہے رومانی
میں پروانہ صبیحہ کا ، صبیحہ میری پروانی
دلاور فگار

میری بیوی قبر میں لیٹی ہے جس ہنگام سے
وہ بھی ہے آرام سے اور میں بھی ہوں آرام سے

کس طرح گزران ہوگی اب سپر اقوام کی
مانگتی ہیں دام بھی وہ بندہ بے دام سے

گھوڑے نکلے اونٹ نکلے موٹریں نکلیں مگر
ایک بھی عالم نہ نکلا عالم اسلام سے

جیسے سچ کچھ بھی نہیں جیسے خدا کوئی نہیں
کس قدر امیدیں وابستہ ہیں ”انکل سام“ سے

جانے کیا پیوند آدم سے یہ اب پیدا کریں
آم اور امرود پیدا کر لیا بادام سے
سید ضمیر جعفری

دین آدھا رہ گیا ، ایمان آدھا رہ گیا
پھر تعجب کیا جو پاکستان آدھا رہ گیا

وہ سمجھتا تھا کہ یہ بھی اشرف المخلوق ہے
آدمی کو دیکھ کر شیطان آدھا رہ گیا

ناپ کر دیکھا تو قد میں کچھ درازی آگئی
تول کر دیکھا تو ہر انسان آدھا رہ گیا

سعیء حالی سے ہوئی غالب کی دُگنی منزلت
ہاں مگر مرحوم کا دیوان آدھا رہ گیا

چور صاحب آپ کو تکلیف تو ہوگی مگر
یہ بھی لیتے جائیں جو سامان آدھا رہ گیا
دلاور فگار

دل اُسے دیکھ کے حیران بھی ہو سکتا ہے
جرم ایسا ہے کہ چالان بھی ہو سکتا ہے

قہقہہ مارنا اچھا نہیں اس تو ند کے ساتھ
اس طرح آپ کا نقصان بھی ہو سکتا ہے

کیا ضروری ہے کہ وہ غم میں لہو ہی تھو کے
اُس کے منہ میں تو کوئی پان بھی ہو سکتا ہے

ہم یہ تلوار چلانے کی ضرورت کیا ہے
آلہء قتل تو دیوان بھی ہو سکتا ہے

ترے انکار سے دل ہی نہیں ٹوٹے گا مرا
اس سے بہرہ تو مرا کان بھی ہو سکتا ہے

مر بھی سکتا ہے کسی وقت یہ بے لاش کا بچہ
جو تیاں کھا کے مسلمان بھی ہو سکتا ہے

دیکھ کر مجھ کو بہت ناک چڑھاتا ہے کوئی
یہ نئے عشق کا ارکان بھی ہو سکتا ہے

اس حسینہ کو ہے شاینگ کا بہت شوق عزیز
عشق میں جیب کا نقصان بھی ہو سکتا ہے
عزیز احمد

○
کہیں تم چیک پہ تھوڑا سا لکھا تبدیل کر لیتے
تو شاید ہم بھی اپنا ”پارٹا“ تبدیل کر لیتے

بیماری کے بہانے پر ابھی یورپ کو ہو آتے
منسٹر ہوتے تو آب و ہوا تبدیل کر لیتے

کسی لیڈر کی طرح جھوٹ ہم کہتے تو پھر شاید
مکان اپنا وہی رکھتے پتہ تبدیل کر لیتے

تمہارے بھائیوں کی فوج گر معلوم ہوتی تو
بہت پہلے ہم اپنا فیصلہ تبدیل کر لیتے

ہمیں اخبارات نے چٹ پٹے معلوم نہ ہوتے
اگر اخبار نہ ہر واقعہ تبدیل کر لیتے
خاوری



ہوگا

کہا ہم چین کو جائیں
کہا تم چین کو جاؤ
کہا جاپان کا ڈر ہے
کہا جاپان تو ہوگا

کہا کابل چلے جائیں
کہا کابل چلے جاؤ
کہا افغان کا ڈر ہے
کہا افغان تو ہوگا

کہا ہم اونٹ پر بیٹھیں
کہا تم اونٹ پر بیٹھو
کہا کوہان کا ڈر ہے
کہا کوہان تو ہوگا
ہری چند اختر



شاعری سب کو مری بھائی بہت
مار کھا کے داد ہے پائی بہت

اُس کے چہرے پر نظر رکتی نہیں
اُس کے چہرے پر ہے چکنائی بہت

ہم نے ہر افسر کو راضی کر لیا
ایک رشوت اپنے کام آئی بہت

کر دیا چپ خوف بیگم نے ہمیں
”تھی کبھی ہم میں بھی گویائی بہت“

شعر تو استاد اچھا ہے مگر
ایک مصرع کی ہے لمبائی بہت
خاوری



تمہارے جمپروں پر، ساڑھیوں پر اور غراروں پر
لٹے جاتے ہیں دل والے کئی، سلمہ ستاروں پر
ایکشن اب بھلا کیسے لڑیں گے ہم رقیبوں سے
کمانی تو اڑا ڈالی ہے ساری اشتہاروں پر
پھسل کر رہ گئے ہیں ناگہاں کھیلے کے چھلکے سے
کمندیں ڈالنے گھر سے چلے تھے چاند تاروں پر
برا انگریز کو کہتا ہوں پٹا ہوں کلرکوں سے
گدھے سے گر کے غصہ آ ہی جاتا ہے کہاروں پر
بڑے ہی کروفر سے پیٹھ پر کچھوے کی بیٹھے ہیں
یونہی ہم ریگتے پہنچیں گے آخر کہساروں پر
مٹھائی بانٹ دی ہے دشمنوں میں اُس نے شادی کی
مگر ٹر خا دیا ہے ہم غریبوں کو چھوہاروں پر
ہے سر ٹیڈی بوائے کا تو سینڈل اک حسینہ کی
نظارہ ہم نے دیکھا ہے یہ اکثر رہزاروں پر
یہی ارشد ہمارے نوجوانوں کی کہانی ہے
جسے دولت کی خاطر اور مرے فلمی ستاروں پر
ارشد میر



اُجڑے سے سرکار دکھائی دیتے ہیں
راوی کے ”وچ کار“ دکھائی دیتے ہیں

محبوبہ بھر غصے میں پھنکاری ہے
جو توں کے آثار دکھائی دیتے ہیں

بھنگی آنکھیں، کالی صورت، ترچھی ناک
قاتل کے اوزار دکھائی دیتے ہیں

ہم تو جب بھی بازاروں میں جاتے ہیں
میک اپ کے اتار دکھائی دیتے ہیں

بھنگی، چری، ہیروئن کے دلدادہ
آپ کے رشتہ دار دکھائی دیتے ہیں

جب سے مکا بیگم کا لہرایا ہے
دو کے مجھ کو چار دکھائی دیتے ہیں
شکیل عادل

ظفر کے مقابل کھڑا تھا جو گا
مولانا نے دب دب کے اس کو ہے دابا

سوا چھ سو پرچہ حریفوں نے پایا
مگر پینتی سو تک ہمارا تھا بابا

گاہے کی جانب تو ادنیٰ بشر تھے
ہماری طرف تھا رئیس و نوابا

یہی حشر ہوتا ہے اس کا بزرگو
چلے چال دُنیا میں جو بے محابا
استاد امام دین گجراتی

ڈرائی کلین

اے مری پتلون کیسے ہو یقیں
تُو ہے اک پتلون پاجامہ نہیں
تو حقیقت میں ڈرائی ہو گئی
مثل انڈے کے فرائی ہو گئی
سلوٹیں ایسی کہ کشمش کی مثال
آہ یہ دھبے دھلائی کا کمال
تو مری ہو کر بھی اب میری نہیں
ورنہ اتنی مختصر ہوتی نہیں
ہے کہیں اس شہر میں ایسی مشین
مجھ کو جو کر دے ڈرائی اور کلین
اظہر راز



دل تنگ ہے دلدار کرایہ کے مکاں میں
جی عاجز و لاچار کرایہ کے مکاں میں
بیوی بھی ہے بیزار کرایہ کے مکاں میں
ٹی وی بھی ہے بیکار کرایہ کے مکاں میں
سو قسم کے آزار کرایہ کے مکاں میں
جس چیز پہ ہر شخص کو کھوکھے کا گماں ہو
جو مالک مرحوم کی آہوں کا دُھواں ہو
دن کو بھی جہاں شب کی سیاہی کا سماں ہو
وہ میرا مکاں میرا مکاں میرا مکاں ہے
رہتا ہوں میں بیمار کرایہ کے مکاں میں
مدت سے ہوں سرکار کرایہ کے مکاں میں
فرشوں پہ مرے گردِ مہ و سال جہی ہے
دیواروں پہ پھیلی ہوئی اشکوں کی نمی ہے
دستک کسی آندھی کی دریچوں میں تھمی ہے
اس جھگی کی قسمت میں اُجالے کی کمی ہے
تقدیر ہوئی خوار کرایہ کے مکاں میں
مدت سے ہوں سرکار کرایہ کے مکاں میں
شکیل عادل



رائٹ ان اردو

تمہیں آتا ہے کیا دیکھوں یوسم تھنگ رائٹ ان اردو
بتا دوں گا میں دم بھر میں تمہاری ہائٹ ان اردو
جو خط جولی کو لکھا ہے بہت مشکل ہے انگریزی
لسن ٹومی ڈیئر قاصد، تھرو سم لائٹ ان اردو
شب مہجور کا قصہ لکھو اردو میں اے بھائی
مناسب ہے نہیں لکھنا ڈیزرٹڈ لائٹ ان اردو
تمہیں غصہ جو آتا ہے تو انگریزی میں لڑتے ہو
یہ ایڈوائس ہے ان فیوچر کہ بیٹر فائٹ ان اردو
لقافہ دیکھ کر وہ بھانپ لیتی ہے متن اس کا
نہیں آتی ہے انگریزی تمہیں تو رائٹ ان اردو
ولیمہ ہے کہ شادی ہے سمجھ لیتا ہوں میں اتنا
بھلا ہوگا ترا شاہیں پلیز الوائٹ ان اردو
افتخار اجمل شاہین



کچھ عرض کر دیا ہے، کچھ عرض پھر کروں گا
کیا عرض پھر کروں گا، یہ عرض پھر کروں گا
ملا نے کیا کہا تھا، ملا نے کیا کیا تھا
ملا کرے گا کیا کیا، یہ عرض پھر کروں گا
بیٹھا ہے اک کمیشن کھانے کو پھر کمیشن
کب تک رہے گا بیٹھا، یہ عرض پھر کروں گا
لڑکی کلاس کی تھی، لڑکا کلاسیکل تھا
اب کس کلاس کا تھا، یہ عرض پھر کروں گا
بے وزن سب تھے شاعر، رقعے مگر تھے وزنی
رقعوں کا وزن کیا تھا، یہ عرض پھر کروں گا
لڑکی نے بھی قبول، لڑکے نے بھی قبول
دونوں نے کیا قبول، یہ عرض پھر کروں گا
ٹوٹا تھا گھر میں کیا کیا یہ عرض پھر کروں گا
پھر گھر میں کیا ہوا تھا، یہ عرض پھر کروں گا
امیر الاسلام ہاشمی

چھوٹا سا بچن ہے کوئی حمام نہیں ہے
چھت نصف ہے اور نصف کا کچھ کام نہیں ہے
کمرؤں کے نشانات تو ہیں نام نہیں ہے
گوشے میں قفس کے مجھے آرام نہیں ہے
ہوں برسر پیکار کرایہ کے مکاں میں
مدت سے ہوں سرکار کرایہ کے مکاں میں
اقبال بخت



مرے ایمان پر گہری نظر ہے
 شریف انسان پر گہری نظر ہے
 نگاہیں کس طرح تم سے ملاؤں
 تمہارے کان پر گہری نظر ہے
 نزاکت آگئی میرے بدن میں
 ”نزاکت جان“ پر گہری نظر ہے
 زبانی یاد ہیں اوقات اس کے
 ترے دربان پر گہری نظر ہے
 کہاں ہے کون سی ڈش جانتا ہوں
 کہ دسترخوان پر گہری نظر ہے
 غزل کی آگئی شامت کہ ان کی
 مرے دیوان پر گہری نظر ہے
 ہے دل میں چور شائدان کے شانہ
 مرے سامان پر گہری نظر ہے
 اقبال شانہ



اس کی دہلیز پہ جب بھی کوئی مہمان چڑھا
 چائے پانی کا کسی اور پہ تاوان چڑھا

شہر دل پر مرے، اس شعلہ صفت کی یورش
 جیسے اگنی لیے لڑکا پہ ہنومان چڑھا

غیر کے ساتھ وہ جب جاتا ہے پکنک کے لیے
 مجھ سے کہتا ہے گدھا گاڑی پہ سامان چڑھا

نوگزے پیر نے کل خواب میں مجھ سے یہ کہا
 آ مری قبر پہ کنو اب کے دو تھان چڑھا
 انور بریلوی

○
نہ خوفِ برق نہ خوفِ شرر لگے ہے ہمیں
ادب کے ایڈیٹ لوگوں سے ڈر لگے ہے ہمیں

اب آدھی رات کو مرغا کرے ہے گلڑہ و کوں
نظامِ دہر ہی زیر و زیر لگے ہے ہمیں

اٹھایا جس نے بھی جوتا بڑھایا سر ہم نے
قصور وار بس اپنا ہی سر لگے ہے ہمیں

بہار ، بمبئی ، پنجاب ، یو پی و بہار
ہر اک علاقہ ہی خالہ کا گھر لگے ہے ہمیں

کبھی جلن ہے ، کبھی ٹیس ہے کبھی دھڑکن
تمہارا دل بھی کرایے کا گھر لگے ہے ہمیں
بازغ بھاری

○
جبکہ تخریب سے انجان ہوا کرتے تھے
تب تو ہم لوگ بھی انسان ہوا کرتے تھے

ہم نے پولیس بہت بعد میں جوائن کی ہے
پہلے ہم صاحبِ ایمان ہوا کرتے تھے

جب بھی لٹٹی تھی کوئی کپڑے کی ہٹی یارو
اپنے تھانے میں کئی تھان ہوا کرتے تھے

پہلے تو شعر کا کہنا ہی بڑا مشکل تھا
پہلے شعروں کے بھی اوزان ہوا کرتے تھے

باقر و سیم قاضی

ایک شاعر نے غزل بھیجی کسی اخبار میں
تا کہ شہرت ہو ادب کے معتبر بازار میں

کچھ دنوں تو اس کو چھپنے کا رہا اک انتظار
پہنچا آخر مالک اخبار کے دربار میں

ہو کے برہم جاتے ہی شکوہ ایڈیٹر سے کیا
یہ تو بتلائیں کی کیا تھی مرے اشعار میں

آپ کو یہ کیا خبر، تھا مجھ کو کتنا اضطراب
نیند ہفتوں تک نہ آئی دیدہ بیدار میں

جھٹ ایڈیٹر نے کہا میں چھاپتا کیسے غزل
وہ بلندی ہی نہ تھی جو چاہئے افکار میں

شعر کوئی خانہء دل میں اُترتا ہی نہیں
نامناسب سی کمی ہے کاوش فنکار میں

جب فدائے چہرہ گلنار ہو جائیں گے ہم
اس کے دروازے پہ چوکیدار ہو جائیں گے ہم
اس گرانی کی تپش محسوس ہو گی جون تک
جب بجٹ آیا تو ٹھنڈے ٹھار ہو جائیں گے ہم
روڈ پر ہم پلس والے ہیں رکاوٹ کی طرح
مل گیا کچھ مال تو ہموار ہو جائیں گے
پھر مہینہ ختم ہو جانے کو ہے رمضان کا
پر اسیر حقہ و نسوار ہو جائیں گے ہم
اپنی کشتی کیس کی منجدھار میں ہے اب تلک
مک مکا جب کر لیا تو پار ہو جائیں گے ہم
تجھ سے اپنی چشم تر کا آبیانہ جب ملا
تیرے دل کے پنڈ میں نمبردار ہو جائیں گے ہم
گر نہ چھوڑا جھوٹ کہنا ہم نے تو پھر دیکھنا
رفتہ رفتہ شام کے اخبار ہو جائیں گے ہم
کوئی فن بھی جب ہمارے کام نہ آیا وسیم
پی ٹی وی پر پھر ہدایت کار ہو جائیں گے ہم
باقر وسیم قاضی

جس کو کہتا ہے زمانہ غیر معیاری کلام
چھپ نہیں سکتا کبھی ہرگز مرے اخبار میں

سن کے اس ریمارک کو مغموم شاعر نے کہا
میر و غالب بھی نہیں کچھ آپ کے دربار میں

کلیات میر سے لکھ کر غزل لایا تھا میں
آہ وہ بھی چھپ نہ پائی آپ کے اخبار میں
پاپولر میر ٹھی



ہے حصول زر کی خاطر مارا ماری آج کل
ہو رہی ہے ہر طرف ڈالر شاری آج کل

مکر، دھوکہ، جھوٹ سے ہے سب کی یاری آج کل
منہ چھپائے پھرتی ہے ایمانداری آج کل

مرد کے کاندھوں پہ ہے اک بوجھ بھاری آج کل
صنف نازک کرتی ہے ان پر سواری آج کل

ہے جوانوں کی نشانی ہلا گلا شور و شر
ہے بڑھاپے کی علامت بردباری آج کل

صبح دم یہ ناشتے کی چیز تھی پہلے کبھی
رات کے کھانے میں ہوتی ہے نہاری آج کل

دودھ کی نہریں بہا دیں لائے تارے توڑ کر
واقعی اہل سیاست ہیں مداری آج کل

دیکھئے آزادیء نسواں کا یہ انجام ہے
شوہر و بیوی میں ہے بے اعتباری آج کل

زر پرستی نے ڈبوئی عزتِ سادات بھی
دیتے ہیں صدقہ شریفوں کو بھکاری آج کل

اس کا ڈنکہ بج رہا ہے اے ثمنینہ ہر طرف
نر سے ہر میدان میں آگے ہے ناری آج کل
ثمنینہ نعیم

پہلے پہلے عشق کا یہ تجربہ مہنگا پڑا
یار کے دھوکے میں اُس کے بھائی سے پالا پڑا

بن گئیں پہلے تو پانچوں اُگلیاں رخسار پر
بعد اس کے کلکلا کر ناک پر گھونسا پڑا

رات میں سورج سا چمکا آنکھیں خیرہ ہو گئیں
عشق تھا جس سر میں اس پر آ کے اک ڈنڈا پڑا

ایک عشق ناتواں اتنے محافظِ حُسن کے
لات ماری اُس نے جس کا ہاتھ کچھ چھوٹا پڑا

قتل ہی کر ڈالتا تیشے سے مجھ کو مار کے
وہ تو یوں کہتے کہ اس کا ہاتھ کچھ اوچھا پڑا
ثمنینہ نعیم

جو پوچھا راہیوں نے، کیا اٹھا کر، جیب میں رکھ لی
اٹھائی جو اٹھنی، وہ دکھا کر، جیب میں رکھ لی

ہوا جب عقد تو بانٹی مرے سنا لے نے شیرینی
مگر اس میں سے تھوڑی سی بچا کر، جیب میں رکھ لی

نمازیں بھی ادا ہوتی رہیں ان کی، مگر جب سے
ملی رشوت تو حاکم نے چھپا کر، جیب میں رکھ لی

عجب شاعر کی عادت ہے، کہ جب بیڑی جلائے کو
کسی سے مانگی ماچس تو جلا کر، جیب میں رکھ لی

سر محفل کچھ اس انداز سے ہونے لگی ہونٹک
کہ جو ہر نے غزل آدھی سنا کر، جیب میں رکھ لی

جوہر سیزانی

کرتے رہیں وہ لاکھ جفا نو پراہلم
میری بھی سن ہی لے گا خدا نو پراہلم

دیکھے گی آج تجھ کو پلٹ کر وہ ناز نہیں
تو کھانس کر تو دیکھ ذرا نو پراہلم

رشوت کا مال آئے گا مجھ تک بدستِ خاص
پی اے ہے ہوشیار مرا نو پراہلم

آئیں جو وہ تو کھائیں نہ ٹھوکر شب وصال
چوکھٹ پہ رکھ دیا ہے دیا تو پراہلم

پوچھا جو میں نے ”از دینِ اینی پراہلم؟“
کہنے لگیں بہ ناز و ادا نو پراہلم

حکیم راغب مراد آبادی



پھول دکھلا کے مجھے خار تھمانے والے
 کتنے چالاک ہیں داماد بنانے والے
 ہو نہ جائے کہیں بیٹے کے برابر شوہر
 ہر جنم دن پہ غلط عمر بتانے والے
 مرا محبوب بھی کنجوس ہے بنیوں کی طرح
 گلگلے بھیجے مگر کوٹ کے کھانے والے
 میں کسی روز چڑا کر تجھے لے جاؤں گا
 اے مری رات کی نیندوں کو چرانے والے
 ناچنے لگتے ہیں بندر کی طرح نیتا جی
 ڈگڈی جب بھی بجاتے ہیں بجانے والے
 اس کے حمام میں صابن ہیں کئی قسموں کے
 فارغ البال نہ ہو جائیں نہانے والے
 حضرت شیخ کو بوڑھا نہ سمجھ لینا نثار
 دانت ہاتھی کے الگ ہوتے ہیں کھانے کے لیے
 خان غازی پوری

Scanned and Uploaded By Nadeem

Uploaded By Nadeem



کچھ کلام آپ کا سیدھا نہ غزل سیدھی ہے
 بات ہی کوئی نہ سیدھی ہے نہ ”گل“ سیدھی ہے

منطبق اس پہ یہی ایک مثل سیدھی ہے
 اونٹ رے اونٹ تری کون سی کل سیدھی ہے
 حکیم غلام نبی حکیم

کالا تل نسواری آنکھیں
ہیں مشکوک تمہاری آنکھیں

صبر کی رشوت مانگ رہی ہیں
ساجن کی پٹواری آنکھیں

جب بھی شاپنگ کرنے نکلو
فٹ کر لو بازاری آنکھیں

لرز گیا تن میرا اس نے
ایسے جوڑ کے ماری آنکھیں

پاس مرے آنچ کے بچا کے
دیکھتی ہیں سرکاری آنکھیں

جی میں ہے چھپ جاؤں ان میں
ہائے تری الماری آنکھیں

نذیر جالندھری

Scanned and Uploaded By Nadeem

بڑھی جا رہی ہے گرانی بزرگو
کرو اس پہ کچھ نظر ثانی بزرگو

جو مردوں میں مردانگی ہی نہ ہوگی
حکومت کرے گی زنانی بزرگو

گناہوں کی گٹھڑی جو سر پر نہ ہوتی
کمر یوں نہ بنتی کمائی بزرگو

مرے واسطے کوئی لڑکی تو ڈھونڈو
ارے او مرے خاندانی بزرگو

ڈاکٹر اسامہ منیر

○
اس کا ابا ہی پہلوان تھا اچھا خاصا
ورنہ شادی کا تو امکان تھا اچھا خاصا

اس کی اماں سے پریشان نہ تھا میں ہی فقط
میرا ابا بھی پریشان تھا اچھا خاصا

شیخ صاحب نے مسائل میں جکڑ رکھا ہے
ورنہ اسلام تو آسان تھا اچھا خاصا

حسن کو اس کے نظر لگتی تو کیسے لگتی
اس کے اک گال پہ مکران تھا اچھا خاصا

اس کے بچے نہیں تھکتے مجھے ماموں کہتے
جس کی جانب مرا رجحان تھا اچھا خاصا
ڈاکٹر اسامہ منیر

○
جس خاتون کے دل میں شک کا اڈہ ہوتا ہے
اس کا شوہر سے روزانہ پھٹا ہوتا ہے

اتنا سوچو سچ کی راہ پہ چلنے سے پہلے
اس کے تو ہر ایک قدم پہ کھڑا ہوتا ہے

ایسی نسل نو سے کچھ امیدیں تم مت رکھنا
جس کی اک چچی کا ناخن وڈا ہوتا ہے

اس کی مرغی چوری کرنا کتنا مشکل ہے
اس کم بخت نے کتا باہر چھڑا ہوتا ہے

اس کا ابا رشتہ دینے سے انکاری ہے
پھر بھی اس نے کھڑکی سے منہ کڈا ہوتا ہے
ڈاکٹر اسامہ منیر

وہ جھانسا دے کے غائب ہے سرِ بازار می رقصم
بھروسہ کر کے دھوکہ باز پر بے کاری رقصم

سناتا ہوں میں ہر محفل میں اکوتی غزل اپنی
نہیں ملتی اگر کچھ داد تو سو باری رقصم

کیا کرتے تھے آدور ٹیک جاوا پر حسینوں کو
ہوئی آٹو کی وہ ٹکر کہ آخر کاری رقصم

وہ رکشے پر گزرتی ہے میں پیدل ٹاپ لیتا ہوں
خیالوں میں پکڑ کر دامنِ دلدار می رقصم

نشہ اُترا تو بتلایا مجھے لوگوں نے آ آ کر
بہت اچھلم بہت کودم برہنہ وار می رقصم

جہاں بھتی ہے شہنائی جلیل اکثر یہ دیکھا ہے
ادھر پتلون می رقصم ادھر شلوار میں رقصم

رشید عبدالسمیع جلیل

دوستی

جو مس بینا کے گھر سے دیدہ بینا اٹھالایا
وہی تو ہے جو دھنیا کہہ کے پودینہ اٹھالایا
نبھائی دوستی ایسی کہ آخر اپنے ساتھی کو
چڑھایا چھت پہ اور پھر نیچے سے زینہ اٹھالایا

شامیانہ چاہئے

آج کے مردوں کو تو بس اک بہانہ چاہئے
عورتوں پر ہی ہر اک گر آزمانا چاہئے
چار دیواری کی قائل ایک لڑکی نے کہا
اب مجھے چادر نہیں اک شامیانہ چاہئے
شاہینہ خان



دشمنی ہے بر سر پیکار رہنا چاہئے
 صلح پر بھی ساتھ ہی تیار رہنا چاہئے
 اپنی صحت کا بھی بیگم صاحبہ کوئی علاج
 آپ کو تو مستقل بیمار رہنا چاہئے
 برتری بھی آپ کی ثابت ہو اور فیش بھی ہے
 دیگر اہل خانہ سے بیزار رہنا چاہئے
 سر بسر گھر پر تسلط بھی رہے قائم یونہی
 اور، چل دینے پہ بھی اصرار رہنا چاہئے
 آپ ہی کی ہے سہولت، اس قدر پرہیز کیوں
 ساتھ کوئی حاشیہ بردار رہنا چاہئے
 خوب ہے لاہور بھی، اور خوب تر دیپال پور
 گھر میں بھی دو چار دن سرکار رہنا چاہئے
 اپنی سی کوشش ہمیں بھی چاہئے کرتے رہیں
 آپ کی جانب سے بھی انکار رہنا چاہئے
 دیکھنا گھر میں لڑائی ہی نہ ہو جائے ظفر
 شاعری کے دار سے ہشیار رہنا چاہئے
 ظفر اقبال



دل کتنا دیوانہ ہے
 چار قدم پر تھانہ ہے
 پھر بھی ظالم کہتا ہے
 بلو کے گھر جانا ہے



صبح سریلی ہو جائے گی
 شام نشیلی ہو جائے گی
 ریماجب شادی کر لے گی
 فوراً نیلی ہو جائے گی
 عبداللہ یزدانی

افسوس دال بھات ہے خوراک ان دنوں
 ملتا نہیں گلی میں کوئی ”کاک“ ان دنوں
 کرتے نہیں وہ در پہ مرے ”ناک“ ان دنوں
 کیا کر دیا کسی نے انہیں ”لاک“ ان دنوں
 کیا ”دو لٹھی“ برق نظر کا گرا دیا
 لگتا نہیں ہے دل کو مرے ”شاک“ ان دنوں
 اس جنس کا تو کوئی خریدار ہی نہیں
 اس دل میں چاہتوں کا ہے ”اسٹاک“ ان دنوں
 واڑھی پہ شیخ جی نے چلایا ہے اُسترا
 کیا چل رہی ہے ان کی کہیں ”ٹاک“ ان دنوں
 روز اک نئی شبیہ سے پڑتا ہے واسطہ
 دل ہے ”بلیک بورڈ“ نظر ”چاک“ ان دنوں
 کیسے بڑھائیں ان سے بھلا رسم و راہ ہم
 درد دل کے اس نے کر دیئے ہیں ”لاک“ ان دنوں
 ناصف ہیں دسترس میں عطارد، زحل، قمر
 کرتا ہوں روز جا کے وہاں ”واک“ ان دنوں
 عبدالحکیم ناصف

لکھنا راجہ رسالو نے یہ اک دن سالباہن کو
 کہ کجلی بن کے مچھر خون پی کر بن گئے ہاتھی
 نہ دریا ہے نہ کشتی ہے
 بجائے کوئی کیسے بین اور کھائے تو کیا کھائے
 ذرا دیکھو یہ طوطا ہے کہ پنڈت جی کی بیلی ہے
 کہ کھریا چھوڑ کر بھاگا ہے کالے خال کا گھسیارہ
 پڑی ہے تھاپ طبلے پر اٹھا کر پھینک دو اس کو
 یہی کیلے کا چھلکا ہے

باقی سب خیریت ہے

بچوں نے کچھ نظر مارے، باقی سب خیریت ہے
ٹوٹ گئے ہیں شیشے سارے، باقی سب خیریت ہے

پھپھا کچھ دن سے ہیں زخمی، تایا، چاچا جیل میں ہیں
دادا پچھلے ماہ سدھارے، باقی سب خیریت ہے

مہنگائی ہے، بد امنی ہے، رشوت بھی ہے زوروں پر
چینج رہے ہیں لوگ بچارے، باقی سب خیریت ہے

بستی بستی دلکش بنگلے، بنگلوں میں ہے سچ دھج بھی
صرف ہوئے ”مرحوم“ ادارے باقی سب خیریت ہے

پچھلے مہینے تہواروں پر اتنے اخراجات ہوئے
نودس دن فاقوں میں گزارے، باقی سب خیریت ہے

ممتاز راشد